إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷۸

تاریخہائے اشاعت: ۷-۱۴-۲۱-۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی ہزاروں ہی شفا بینی بغرض دار الامان بینی

نرخ قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

(۱) عوام سے صہ
(۲) خواص سے عہ
(۳) ہندوستان سے باہر ۔ے
(۴) غریب احمدی اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲/ ۳

نمبر ۱۳ | قادیان دار الامان - ۷ - اپریل ۱۹۰۹ء مطابق ۱۶ ربیع الاول ۱۳۲۷ ہجری | جلد ۱۳

ترجمۃ القرآن

اے بے خبر بخدمت قرآن کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر پھیلانے کے لئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا ہے۔ کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے۔ متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہے۔ اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے۔ کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جن سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقائق و معارف قرآنی کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنسدان بھی مزا اٹھائیں ترجمہ اور نوٹوں میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اس وقت تک تین پارے شائع ہو چکے ہیں۔ قیمت ہر سہ (تین روپیہ)

تفسیر سورہ بقرہ مکمل تین روپے چار آنے

تصوف کا خزانہ معرفت اور حقائق کا گنجینہ

یعنی

مکتوبات احمدیہ جلد اوّل

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۔۔ سال پیشتر کے عجیب و غریب مکتوبات کا مجموعہ جو نہایت محنت اور کوشش سے جمع کر کے چھاپے گئے ہیں۔ یہ مکتوبات بڑے بڑے عظیم الشان مسائل تصوف کا حل اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرۃ کے امین ہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ کوئی ان کو پڑھے اور گرویدہ نہ ہو جائے۔ یہ مجموعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور موتیوں کے برابر تولنے میں بھی سستا ہے۔ بایں قیمت۔ صرف ۸ر فی جلد

دوسری جلد میں حضرت خلیفۃ المسیح کے مکتوبات طبع ہوں گے۔

الحمد للہ کہ میرے پاس وہ سامان جمع ہے۔

پتہ

تمام درخواستیں یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیں

مصلح کی منتظر ہے۔ اور ہر ایک مذہب کے بزرگ اپنے اپنے مقرر کردہ نشانات کو پورے ہوتے ہوئے دیکھ کر شہادت دیتے ہیں۔ کہ اُس عظیم الشان مصلح کے آنے کا وقت یہی ہے۔

ہندوؤں میں اُس کلگی اوتار کے لئے یہ نشان قائم کئے گئے ہیں۔ کہ اُس کا آنا کرشن مہاراج کا آنا ہوگا۔ اور اس وقت بیل بہت گراں قدر ہوجاویں گے۔ اور زراعت اور کاشتکاری کی ترقی ہوگی۔ اور وہی ستارے جو کوروں اور پانڈوں کے وقت میں جمع ہوئے تھے۔ وہ پھر آسمان پر جمع ہونگے اور ایسا ہی یدھ ہوگا۔ جیسا کہ کورو چھتر کے میدان میں ہوا تھا۔ اور گنگا میں وہ ست نہیں رہیگا۔

بدھ اپنی کتابوں میں اس مصلح کے لئے دور شمسی قرار دیتے ہیں۔ جو ہزار سال کے بعد ہوا کرتا ہے۔

یہودی تورات سے ملاکی نبی کی کتاب پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ وہ زمانہ نہائت سخت امن کا ہوگا۔ اور بھیڑ بکری ایک گھاٹ پانی پیویں گے۔ اور انسان کے بچے سانپوں سے بے خوف و بے خطر کھیلیں گے۔

اسی طرح عیسائی بیان کرتے ہیں۔ کہ وہی دمدار ستارہ جو حضرت مسیح کے وقت میں نکلا تھا۔ پھر آسمان پر جلوہ گر ہوگا۔ قحط پر قحط ہوگا۔ وبا پر وبا۔ جنگ پر جنگ۔ اور ان تمام باتوں کی تعین بیسوی صدی عیسوی پر مقرر کرتے ہیں۔ پھر یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ صبح شام آسمان کے کناروں پر مدت تک ایک سرخی نمودار رہیگی۔

لندن کا اخبار ٹِٹ بٹ بیسویں صدی کے انجام سے ایک سُرخی دیکر لکھتا ہے۔ کہ جو پیشگوئیاں مسیح کی آمد ثانی کی نسبت عیسائیوں کی جماعت میں پائی جاتی ہیں۔ وہ من کل الوجوہ پوری ہوچکی ہیں۔ اور اب مسیح آسمان سے اُترے گا۔ دیکھو اخبار ٹِٹ بٹ لندن ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء؟

اسی طرح سے عیسائیوں کی طرف سے His Glorious appearing کے نام سے ایک کتاب شائع کی گئی ہے۔ جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ دُنیا میں ایک عظیم واقع پیدا ہونے والا ہے۔ اور مسیح دوبارہ تشریف لاویں گے۔ اور یہی آخری وقت ہے۔ جس وقت مسیح نے آسمان سے اُترنا ہے۔

Christs second coming

نام ایک رسالہ مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۸ء پر یوں لکھتا ہے۔ کہ کوئی عقلمند اس میں شک ہی نہیں کرسکتا۔ کہ یہ نشان جو اس وقت پورے ہو رہے ہیں۔ اس بات کی خبر دیتے ہیں۔ کہ اب انجام آخری وقت کا ہے۔

The Reign of the Lord نے مطبوعہ لندن ۱۸۹۸ء پر مسیح کی آمد ثانی پر یوں رقمطراز ہے۔ کہ وہ نسل دنیا میں موجود ہوگئی ہے۔ جس کے وقت میں مسیح نے آنا تھا۔ اور اب مسیح شان و شوکت اور جلال کے ساتھ آسمان سے اُترے گا

Free Thinker مورخہ ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء میں لکھتا ہے۔ کہ ایک شخص نے ووٹ دیتے پارلیمنٹ میں یہ کہا۔ کہ اب بحث مباحثہ بے سود ہے۔ کیونکہ اس سال کے ختم ہونے کے بعد مسیح دوبارہ آسمان سے دنیا پر نزول فرماویں گے۔ غرض تمام عیسائی دنیا اس امر کی منتظر ہے کہ یہی وقت حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کا ہے۔

اب کچھ حال مسلمانوں کے عقیدہ کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف۔ صحیح بخاری مسلم ابوداؤد۔ مشکوٰۃ شریف میں مفصلہ ذیل علامات تمام آخر زمان کے پیش کئے جاتے ہیں:۔

(۱) واذا العشار عطلت۔

(۲) حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون۔ واقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا یاویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا بل کنا ظالمین۔ ترجمہ۔ یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کھولے جاویں گے۔ اور ہر ایک بلندی سے دوڑتے ہوں گے اور جب تم دیکھو۔ کہ یاجوج وماجوج زمین پر غالب آگئے۔ تو سمجھو۔ کہ وعدہ سچا آگیا پس اس وقت کفار کی آنکھیں چڑھی ہوں گی۔ کہ ہم پر افسوس۔ ہم اس غفلت نے۔ بلکہ ہم ظالم تھے۔ یعنی ظہور حق بڑے زور سے ہوگا۔

(۳) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ولو کرہ الکافرون۔ ترجمہ۔

(۴) اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا یومئذ تحدث اخبارھا۔ بان ربک اوحی لھا یعنی آخری زمانہ اُس وقت آئے گا۔ جس وقت زمین ایک ہولناک جنبش کے ساتھ جو اس کے مناسب حال ہوگی۔ ہلائی جاویگی۔ اور زمین اپنے تمام بوجھ کو نکال نکال دیگی۔ اور انسان کہیگا۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ تب زمین اپنی زبان حال سے کہیگی۔ کہ یہ تیرے رب کی طرف سے وحی ہے۔

چنانچہ اس زمانہ میں جسقدر عظیم الشان تغیرات ہوئے اور اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ اور تمام قسم کے خزانہ جو زمین کے اندر پوشیدہ تھے۔ وہ سب کے سب زمین نے اوگال دیئے۔ اور تمام زمینی علوم اور کانیں اور معدنیات باہر نکالی گئیں۔

(۵) واذا الارض مدت والقت ما فیھا وتخلت۔ یعنی زمین جب کھینچی جاویگی۔ اور آبادی بڑھ جاویگی۔

(۶) واذا الوحوش حشرت۔ یعنی جس وقت وحشی اور ذوالمدنہ قومیں اکٹھی کی جاویں گی۔

(۷) واذا البحار فجرت۔ جب نہریں کاٹی جاوینگی۔

(۸) واذا الجبال نسفت۔ یعنی جب پہاڑ اُڑا ئے جاویں گے

(۹) اذا الشمس کورت۔ جب سورج اندھیرا ہوگا۔ یعنی تمازت آفتاب کم ہوگی۔ یا روحانی علم کم ہوجائیگا۔

(۱۰) واذا النجوم انکدرت۔ جب ستارے مکدر ہوجاوینگے

(۱۱) واذا الصحف نشرت۔ یعنی جب صحائف کھلائے جاویں گے۔

(۱۲) انا ارسلنا علیکم رسولا۔ الخ

(۱۳) ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین

(۱۴) وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت

احادیث نبوی سے کیا ثبوت ہیں؟

(۱) بخاری نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ میں حالت خواب میں کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا ہوں۔ یکایک ایک آدمی گندمی رنگ سیدھے بال والا نظر آیا۔ اس کے بال ایسے صاف کہ گویا سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے۔ ملائے اعلیٰ نے جواب دیا۔ کہ یہ ابن مریم ہے۔

(۲) مشکوٰۃ شریف میں ابو داؤد اور حاکم کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ تحقیق اللہ تعالیٰ اس امت کے واسطے ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدد کو بھیجتا ہے۔ جو اس کے واسطے دین کو تازہ کرتا ہے

(۳) کیف اذا نزل ابن مریم فیکم امامکم منکم یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر۔

(۴) نعیم نے کعب سے روائیت کی ہے۔ کہ خروج مہدی سے پہلے ایک دُم دار ستارا نکلے گا جو روشنی دیگا۔

(۵) اقتراب الساعۃ میں لکھا ہے۔ محمد بن علی باقر نے کہا۔ جبکہ بنی عباس خراسان میں پہنچینگے۔ تو مشرق میں ایک ستارا دُمدار نکلیگا۔ جو قوم نوح کی وقت نکلیگا۔ اور وہ ستارا نکلیگا۔ جب حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تھے۔ اور جس وقت آل فرعون غرق ہوئے۔ اور یحییٰ بن ذکریا قتل کئے گئے تھے۔

(۶) ابو عوانہ نے ابو طفیل اور اسنی حذیفہ بن اسیر سے روائت کی ہے۔ کہ قیامت نہیں ہوگی۔ جب تک ایک سواری میں آگ ظاہر نہ ہوئے۔ جو اعناق اہل بصری کو روشن نہ کرے۔ اور دوسری روائت میں ہے۔ معہ ماء و نار یعنی اس کی آگ اور پانی ہوگا۔

(۷) احمد ابو لیلیٰ بغوی باوردی ابن قانع ابن حبان طبرانی حاکم ابو نعیم او بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح کنز العمال میں ہے۔ کہ ایک رواں چیز آگ اور پانی کے روکنے سے پیدا ہو۔ جو اونٹ کی طرح اکڑ کر چلیگی۔ دن کو چلیگی اور رات کو چلیگی۔ صبح کو چلیگی۔ شام کو چلیگی یعنی ہر وقت چلتی رہے گی۔

(۸) حضرت عبد اللہ ابن عباس سے روائت ہے کہ مہدی ظہور نہ کریگا جب تک کہ آفتاب سے ایک بڑی نشانی ظاہر نہ ہو۔

(۹) امام جعفر صادق سے روائت ہے کہ مہدی ظاہر نہ ہونگے جب تک کہ لوگوں میں خوف شدید نہ ہو۔ طاعون نہ ہو۔

اب ہم بزرگان سلف کے اقوال بیان کرتے ہیں۔

نعمت اللہ شاہ ولی دہلی۔ گلاب شاہ ضلع لودہانہ۔ حافظ نور محمد گھڑہی امازی ضلع ہزارہ۔ مولوی عبد اللہ صاحب غزنی۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ اسمٰعیل ہروی سندھی۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ حافظ برخوردار موضع جیٹی ضلع سیالکوٹ۔ قاضی ارتضا علی خانصاحب مہدی نامہ میں اس امام کے وقت اور نشانات کی تعین کرتے ہیں۔

اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ وہ امام کون ہے۔ اور اس کی صداقت کے نشانات کیا ہیں؟

پس میں آپ صاحبان کو ان تمام مذکورہ بالا علامات کو جو ہر ایک مذہب اور ملت میں پائے جاتے ہیں۔ مد نظر رکھ کر بشارت دیتا ہوں۔ کہ وہ امام آخر الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود ہیں۔ جنہوں نے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے حکم سے امام ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور خدا تعالیٰ نے ان کے ہاتھ سے جو نشانات ظاہر کئے ہیں۔ وہ شہادت دیتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مبعوث ہیں۔ اس جگہ میں ان کے دعوے کو اُنہی کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو دعویٰ راستی پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ اپنے ساتھ ایک ہی قسم کا ثبوت نہیں رکھتا۔ بلکہ اُس سچے ہیرے کی طرح جس کے ہر ایک پہلو میں چمک نمودار ہوتی ہے۔ وہ دعویٰ بھی ہر ایک پہلو سے چمکتا ہے۔ میں زور سے کہتا ہوں۔ کہ وہ مسیح موعود۔ وہ کلکی اوتار۔ وہ امام آخر زمان۔ وہ مہدی مسعود میں ہوں۔ میرا دعویٰ امام ہونے کا اسی شان کا ہے کہ ہر ایک پہلو سے چمک رہا ہے۔ اوّل اس پہلو کو دیکھو۔ کہ میرا دعویٰ منجانب اللہ ہونے کا اور نیز مکالمہ الہیہ سے مشرف ہونے کا قریباً ستائیس برس سے ہے یعنی اس زمانہ سے بھی بہت پہلے ہے۔ کہ جب براہین احمدیہ ابھی تالیف نہیں ہوئی تھی۔ اور پھر براہین احمدیہ کے وقت میں وہ دعویٰ اسی کتاب میں شائع کیا گیا۔ جس کو چوبیس[۲۴] برس کے قریب گذر چکے ہیں اب دانا آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ جھوٹ کا سلسلہ اس قدر لمبا نہیں ہو سکتا۔ اور خواہ کوئی شخص کیسا ہی کذاب ہے وہ ایسی بدذاتی کا اسقدر دور دراز مدت تک جس میں ایک بچہ پیدا ہو کر صاحبِ اولاد ہو سکتا ہے۔ طبعاً مرتکب نہیں ہو سکتا ماسوائے اس کے اس بات کو کوئی عقلمند قبول نہیں کر سکتا۔ کہ ایک شخص قریباً ۲۷ برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہے۔ اور ہر ایک صبح اپنی طرف سے الہام بنا کر اور محض اپنی طرف سے پیشگوئیاں تراش کر کے خدا تعالیٰ کی طرف سے منسوب کرتا ہے۔ اور ہر ایک دن یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ کلام ہے۔ جو مجھ پر اترا ہے حالانکہ خدا جانتا ہے۔ کہ وہ جھوٹا ہے۔ نہ اس کو کبھی الہام ہوا اور نہ خدا تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوا۔ اور خدا تعالیٰ اس کو ایک لعنتی انسان سمجھتا ہے۔ مگر پھر بھی اُس کی مدد کرتا ہے۔ اور اُس کی جماعت کو ترقی دیتا ہے۔ اور اُن تمام منصوبوں اور بلاؤں سے اُس کو بچاتا ہے۔ جو دشمن اُس کے لئے تجویز کرتے ہیں پھر ایک اور دلیل ہے جس سے میری سچائی روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے۔ اور میرا منجانب اللہ ہونا پایہ ثبوت کو پہونچتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں جب کہ مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ یعنے براہین احمدیہ کے زمانہ میں جبکہ میں ایک گوشہ تنہائی میں اس کتاب کو تالیف کر رہا تھا۔ اور بجز اُس خدا کے جو عالم الغیب ہے۔ کوئی میری حالت سے واقف نہ تھا۔ تب اس زمانہ میں خدا نے مجھے مخاطب کر کے چند پیشگوئیاں فرمائیں جو اسی غربت اور تنہائی کے زمانہ میں براہین احمدیہ میں چھپ کر شائع کی گئیں۔

یا احمدی انت مرادی ومعی سرک سری۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق ینصرک اللہ فی مواطن انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی وانی جاعلک للناس اماما ینصرک رجال

نوحی الیھم من السماء۔ یاتیک من کل فج عمیق یاتون من کل فج عمیق۔ ولا تصعر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس۔ اقل رب لا تذرنی فردا انت خیر الوارثین۔ اصحاب ا ۔وما ادراک ما اصحاب الصفۃ۔ تری اعینھم تفیض من الدمع ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان۔ انی جاعلک فی الارض خلیفۃ۔ یقولون انی لک ھذا۔ قل اللّٰہ عجیب لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ویقولون ان ھذا الا اختلاق قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ۔ واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ یعصمک اللّٰہ ولو لم یعصمک الناس انک باعیننا سمیتک المتوکل۔ وما کان اللّٰہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب۔ شاتان تذبحان وکل من علیھا فان۔ وعسی ان تکرھوا شیا و ھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئاً و ھو شر لکم واللّٰہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ ترجمہ ان الہامات کا یہ ہے۔ یعنے خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ کہ اے احمدؑ۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تو مجھ سے ایسا ہے۔ جیسے میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت قریب ہے۔ جو تیری مدد کے لئے لوگ تیار کئے جائیں گے۔ اور تجھ لوگوں میں مشہور کیا جائیگا۔ تو مجھ سے وہ مرتبہ اور مقام رکھتا ہے۔ جس کو دُنیا نہیں جانتی۔ خدا ہر ایک میدان میں تجھے مدد دیگا۔ تو میری جناب میں عزت رکھتا ہے۔ مَیں نے تجھے اپنے لئے چُنا۔ مَیں بہت سے لوگ تیرے تابع اور سپرد کرونگا اور تو امام کہا جائیگا۔ مَیں لوگوں کے دلوں میں الہام کرونگا۔ تا وہ تیری اپنے مال سے مدد کریں۔ دور دراز اور عمیق راہوں سے تجھے مدد یں پہنچینگی۔ لوگ تیری خدمت میں دور دور سے آئیں گے۔ پس تجھے لازم ہے کہ اُن سے بدخلقی نہ کرے۔ اور ان کی کثرت اور انبوہ اور فوج در فوج آنے سے تھک نہ جاوے۔ اور یہ دعا کیا کر۔ کہ اے میرے خدا۔ مجھے اکیلا مت چھوڑ۔ اور تجھ سے بہتر کوئی اور وارث نہیں۔ خدا اصحاب الصفہ تیرے لئے مہیا کریگا۔ اور تو کیا جانتا ہے۔ کہ کیا چیز اصحاب الصفہ ہیں۔ تو دیکھیگا کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گی۔ اور وہ کہینگے کہ اے پیارے خدا۔ ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سُنی۔ جو لوگوں کو ایمان کی طرف بُلاتا ہے۔ مَیں تجھے زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔ لوگ تحقیر کی راہ سے کہتے ہیں۔ کہ تجھے یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ ان کو کہدے کہ وہ خدا عجیب قدرتوں والا خدا ہے۔ جو کام وہ کرتا ہے کوئی پوچھ نہیں سکتا ہے۔ کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ وہ ہر ایک کے قول سے مواخذہ کرے گا۔ تم نے ایسا کیوں کیا اور کہتے ہیں۔ کہ یہ تو صرف ایک بناوٹ ہے۔ ان کو جواب دے۔ خدا اس کاروبار کا بانی ہے۔ پھر ان کو ان کی لہو و لعب میں چھوڑدے۔ خدا وہ خدا ہے۔ جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ تا کہ اس دین کو سب دینوں پر غالب کرکے دکھاوے۔ یہ لوگ ارادہ کریں گے کہ جس نور کو خدا تعالیٰ دُنیا میں پھیلانا چاہتا ہے۔ اس کو بُجھا دیں۔ مگر خدا اُس نور کو پورا کریگا۔ یعنی تمام مستعد دلوں تک پہونچا دیگا۔ اگرچہ کافر لوگ۔ کراہت ہی کریں۔ خدا تمہیں ان کی شرارت سے بچائے گا۔ اگرچہ لوگ بچا دیں۔ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ مَیں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ اور خدا ایسا نہیں۔ کہ تجھے چھوڑدے۔ جب تک کہ وہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرکے دکھلادے۔ دو بکریاں ذبح کی جائینگی۔ اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر اُس نے مرنا ہے۔ قریب ہے کہ ایک چیز کو تم بُرا سمجھو اور وہ چیز اصل میں تمہارے لئے بہتر ہو۔ اور ممکن ہے کہ ایک چیز کو تم اچّھا سمجھو۔ اور وہ چیز تمہارے لئے بُری ہو۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ کونسی چیز تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور تم نہیں جانتے۔

اب جاننا چاہیئے۔ کہ ان الہامات میں چار عظیم الشان پیش گوئیوں کا ذکر ہے

(۱) خدا تعالیٰ نے مجھے ایسے وقت میں جبکہ مَیں اکیلا تھا۔ اور کوئی میرے ساتھ نہ تھا۔ اُس زمانہ میں جس کو اب قریباً ۲۷ برس گذر چکے ہیں۔ مجھے خوش خبری دی۔ کہ تو اکیلا

سِکھوں کے بزرگوں

سے

ہندو اور مسلمانوں کا برتاؤ

کتاب "شمشیر خالصہ" مصنفہ بھائی گیانی سنگھ گیانی سے سکھو کے دس گروؤں کے بعض حالات انتخاب کئے ہوئے ہدیہ ناظرین ہیں۔ اہل نظر غور فرمائیں۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں کے تعلقات کس قسم کے تھے۔ اور اب ہندو کیا کہتے ہیں۔

گورو نانک

سلطان بہلول لودی کے زمانہ میں کاتک سدی پورنماشی سمت ۱۵۲۶ مطابق ۱۴۶۹ء کو موضع تلونڈی تحصیل شر قپور ضلع لاہور میں گورو نانک پیدا ہوئے۔ سید حسن درویش نے کہ صاحب کشف و کرامات تھے۔ گورو پر نظر توجہ کی۔ اور اُن کی صحبت کی برکت سے گورو جی صوفیا کرام کے زمرہ میں داخل ہوئے۔ اور علماء و فقراء کے اقوال سے اپنی پنجابی زبان میں گرنتھ کتاب بنائی۔ گورو نانک موحد صوفی تھے۔ اور فرقہ صوفیا میں مسلمان اور ہندو کی باہم کچھ تمیز نہیں اس میں دونوں ایک ہیں۔ ان کا قول ہے۔ کہ انسان پر خدا کی پرستش فرض ہے۔ انہوں نے حضرت محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے معراج کے متعلق فرمایا۔ کہ ؎

نانک تنھ میں در نہیں نبی گیو کس پار
جیسے چھید سے انچھ نکس جات ہے پار

ترجمہ اے نانک آسمان میں دروازہ نہیں۔ نبی کیوں کر چلا گیا۔ جیسے عینک سے نگاہ پار جاتی ہے۔

جب بابر سے گرو نانک ملے۔ تو اُنہوں نے اُس کو ہندوستان کے فتح کرنے کی اور اُس کی سات پشت ہندوستان میں حکمرانی رہنے کی دعا دی تھی۔ بابر نے اُن کی بھنگ کے تحفے اور جواہر وغیرہ ملنے تو اقبال کی۔ بابر نے اُن کی بڑی تنظیم کی تھی اُن کی عمر ۶۹ برس ۱۰ مہینے ۱۰ دن کی ہوئی اور اسوج بدی دسمی سمت ۱۵۹۶ بکرمی مطابق ۱۵۳۹ء میں دنیا سے کوچ کیا۔ گرو نانک نے چار بڑے بڑے سفر کئے۔ اور اُن میں فقراء و صوفیا سے مذہب کی تحقیقات کی (مفصل حالات ست بچن

میں دیکھو)۔

گورو انگد

گورو نانک کے جانشین ہوئے۔ وہ سکندر لودی کے زمانہ میں سنہ ۱۵۰۴ء میں ضلع فیروزپور میں پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے اپنے گورو کی پوری پیروی کی۔ اور گورمکھی حروف ایجاد کئے۔ ہمایوں شیر شاہ سے شکست کھا کر جب گورو انگد کے پاس گیا۔ تو گورو انگد نے کہا۔ کہ چند سال کے بعد تم پھر ہندوستان کے بادشاہ ہو جاؤ گے۔ اور اکبر کے پیدا ہونے کا مژدہ سنایا۔ اُنہوں نے ۴۸ سال ۱۱ ماہ ۱۵ یوم کی عمر میں انتقال کیا۔

گورو امرداس

یہ گورو سکندر لودی کے وقت میں ۹ بیساکھ بدی سمت ۱۵۳۶ بکرمی مطابق ۱۴۷۹ء کو موضع باصر پرگنہ امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اس گورو نے قصبہ گوبندوال کو آباد کیا۔ ایک دفعہ گوبند امرداکے کھتری کے بیٹے نے حاکم لاہور کے روبرو گورو جی پر نالش کی۔ کہ گورو کو فقیر سمجھ کر اس گاؤں میں ٹھہرنے کو مکان دیا تھا مگر اب وہ بانک بن کر بیٹھا ہے۔ اور نکالنے سے نکلتا نہیں۔ مرزا جعفر بیگ حاکم لاہور جس کی عدالت میں دعویٰ ہوا تھا اس نے جب گورو سے دریافت کیا۔ کہ کیا معاملہ ہے۔ تو گورو نے کہا۔ کہ گردن ٹوٹے زمین سے گواہی ہے۔ چنانچہ مرزا جعفر بیگ خود گوبندوال گیا۔ اور تحقیق سے مدعی کا دعویٰ باطل ٹھہرا۔ وہ واپس جاتا تھا۔ کہ راستہ میں گھوڑے سے گر کر گردن ٹوٹ گئی۔ مرزا جعفر بیگ کے بیٹے مرزا طاہر بیگ نے باپ کا جانشین ہو کر گورو کی بڑی تواضع و تکریم کی اور ہر قسم کی خدمت بجا لاتا رہا۔ سمت ۱۶۰۰ بکرمی میں گورو امرداس جب جمنا کو عبور کرنے لگے۔ تو محصّل نے قاعدہ کے موافق سوا روپیہ محصول طلب کیا۔ تو گورو نے کہا۔ کہ ہم سے تو بادشاہ بھی محصول نہیں مانگتا۔ تم کیسے لے سکتے ہو۔ اکبر بادشاہ نے جب یہ سُنا تو اس نے فوراً معافی محصول کا پروانہ بھیجدیا۔ اکبر نے جب چتوڑ پر حملہ کیا۔ تو بھگوانداس کھتری کو گورو جی کی خدمت میں دعا کے لئے بھیجا۔ گورو نے کہا۔ کہ جب ہماری باولی کا کڑہ پھوٹے گا۔ تو قلعہ چتوڑ گڑھ ٹوٹے گا۔ اکبر نے فوراً کاریگروں کو بھیجکر سمت ۱۶۲۶ بکرمی میں باولی کا کڑہ تڑوا دیا۔ اسی وقت قلعہ چتوڑ گڑھ فتح ہو گیا۔ بادشاہ نے گورو کے پاس بہت سے تحائف اور نذر و نیاز بھیجی۔ جب اکبر بادشاہ سمت ۱۶۲۲ بکرمی میں لاہور آیا تو قصبہ گوبندوال میں گورو امرداس جی کے پاس گیا۔ اور پرگنہ جھبال کے بارہ دیہات کی آمدنی گورو جی کو دینی چاہی مگر اُنہوں نے لینی منظور نہ کی۔ گورو امرداس ۶۲ برس کی عمر میں گورو انگد کی خدمت میں آئے۔ اور ۱۲ برس ان کی خدمت کی۔ پھر اُن کے انتقال کے بعد ۲۲ برس گدی نشین رہے اور ۹۵ سال ۳ ماہ ۱۳ یوم کی عمر میں انتقال کیا۔

گورو رامداس

۲۲ کاتک بدی دوج سمت ۱۵۹۱ مطابق سنہ ۱۵۳۳ء میں لاہور میں شیر شاہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ گورو امرداس نے اپنی بیٹی کا بیاہ اُن سے کر دیا تھا۔ سمت ۱۶۳۳ بکرمی میں جب اکبر بادشاہ لاہور کو جاتا تھا۔ تو گورو رامداس سے ملنے آیا۔ اور موضع سلطان ونڈ و تونگ وغیرہ قصبات گرد و نواح کی زمین گورو چک کے ساتھ شامل کر کے گورو جی کو دیدی۔ اور سند معافی لکھدی۔ امرتسر اسی زمین پر گورو جی نے آباد کیا۔ گورو رامداس کے تین بیٹے پرتھی چند و مہادیو اور ارجن تھے۔ گورو جی ارجن کو گدی پر بٹھا کے سمت ۱۶۳۸ میں دنیا سے چل بسے۔ عمر ۴۹ برس ۱۰ ماہ ۴ دن کی تھی۔

گورو ارجن

گورو ارجن بیساکھ سدی اشٹمی سمت ۱۶۲۰ مطابق سنہ ۱۵۶۳ء کو اکبر بادشاہ کے عہد میں موضع گوبندوال میں گورو رامداس کے گھر پیدا ہوئے اُنہوں نے اپنے فرقہ کو بہت ترقی دی۔ اس گورو کے عہد سے سکھوں میں فقیری کے ساتھ دُنیاداری شروع ہوئی۔ گورو رامداس کی مسند گورپائی کے لئے ہمیشہ جھگڑے اور فساد ہوتے رہے۔ دولت کی محبت بھی پیدا ہو گئی۔ سکھوں کی پوتھیوں میں لکھا ہے۔ کہ دُنیا کے دوست گورو نانک سے بارہ کوس کے فاصلہ پر اور گورو انگد سے چھ کوس پر اور گورو امرداس کے دروازہ پر۔ اور گورو رامداس کے قدموں پر اور گورو ارجن کے گھر میں تھے۔ گورو ارجن سے پہلے کسی گورو کے عہد میں گوروؤں کے خرچ کے لئے سالانہ یا ششماہی روپیہ وصول نہیں ہوتا تھا۔ گورو ارجن نے ہر تعلقہ میں ایک مسند یعنی کارکن مقرر کیا۔ کہ وہ دسواں حصہ یعنی عشر جمع کیا کرے۔ جب سال پورا ہوتا۔ تو یہ مسند یعنی کارکن اپنے علاقہ کا جمع کیا ہوا لاکھوں روپیہ گورو ارجن کے پاس لاتے سکھوں کے گروہ کا گروہ گورو ارجن کے پاس زیارت کو آتے۔ اور گورو اُن کو خلعت و دستار رخصت کے وقت دیتے۔ یہ طریقہ دسویں گورو تک جاری رہا۔ گورو ارجن نے امرتسر میں تالاب کے اندر جو مندر بنوایا۔ اس کی بُنیاد میاں میر صاحب درویش سے رکھوائی۔ گورو ارجن لاہور میں آئے۔ تو حسن خان حاکم لاہور اُن کی خدمت میں آیا اور معتقد ہوا۔ اور اُس نے گورو جی کو باولی کے کھدوانے میں بڑی مدد دی۔ جو گورو جی نے لاہور میں ڈبی بازار میں کھدوائی تھی۔ پرتھی چند گورو ارجن کا بڑا بھائی ہمیشہ گورو ارجن کو دق۔ اور پریشان کرتا رہا۔ وہ گورو ارجن کا بڑا دشمن تھا۔ وزیر خان حاکم لاہور جلندہر کے مرض میں مبتلا ہوا۔ تو وہ حضرت میاں میر صاحب کے ارشاد سے گورو ارجن کے پاس آیا اور اُن کے علاج سے اچھا ہو گیا۔ چندو لال کھتری جو شاہی دیوان تھا۔ وہ اپنی بیٹی کی سگائی گورو ارجن کے بیٹے ہرگوبند سے چاہتا تھا گورو ارجن نے کسی خاص وجہ سے انکار کر دیا۔ چندو لال نے بادشاہ اکبر سے شکایت کی۔ کہ گورو ارجن کے پاس ڈاکو اور رہزن رہتے ہیں۔ اور چوری اور ڈاکہ زنی کے مال پر گورو ارجن کا گذارہ ہے۔ بادشاہ نے ایک اہلکار کو تحقیقات کے لئے تعینات کر دیا جس کا نتیجہ یہی ہوا کہ گورو ارجن کو کوئی نقصان نہ پہنچا پھر جب سمت ۱۶۵۶ بکرمی میں اکبر بادشاہ لاہور کی طرف آیا۔ تو قصبہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں دیوان چندو لال نے بادشاہ سے یہ کہا۔ کہ گورو ارجن نے گرنتھ کو مرتب کیا ہے۔ اور اُس کو کہتا ہے۔ کہ میں نے الہام الٰہی سے لکھا ہے۔ اس میں پیغمبران خدا کی تضحیک اور بُت پرستی کی تعریف کی ہے۔ بادشاہ نے گورو ارجن کو بُلایا کہ وہ گرنتھ لیکر آئے۔ اکبر نے کئی جگہ سے گرنتھ کو سُنا۔ اور چندو لال کے بیان کو جھوٹا جانا۔ اور اکیاون اشرفیاں گرنتھ پر چڑھائیں۔ اور گورو کو خلعت دیا سمت ۱۶۶۲ بکرمی میں گورو جی کی سفارش سے کل پنجاب کا لگان بوجہ قحط سالی اس سال کے لئے معاف کر دیا۔ بلکہ بہت سا غلہ و کپڑا غریبوں کو تقسیم کرنے کا حکم دیدیا۔ شہنشاہ اکبر کی اس مہربانی سے گورو ارجن کی بزرگی کا بڑا شہرہ ہو گیا جب جہانگیر بادشاہ ہوا۔ تو اُس کا سرکش بیٹا خسرو ترن تارن میں آیا۔ تو گورو نے پانچہزار روپیہ اُس کو دیا۔ جس کو دُشمنوں نے

پچاس ہزار روپیہ بناکر بادشاہ سے شکائت کی۔ جب خسرو پکڑا آیا۔ تو چندو لال نے گورو ارجن کو بھی اُس کے معاونوں میں بیان کرکے طلب کروایا۔ گورو یہ سمجھکر کہ اب میرا زندہ بچنا دشوار ہے اپنے بیٹے ہرگوبند کو گدی نشین کرکے لاہور میں آئے۔ اور چندو لال نے گورو کو بادشاہ کے پاس پہنچایا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ تم نے خسرو کو پچاس ہزار روپیہ دیا۔ اور بغاوت میں اعانت کی اس کے جرمانہ میں دو لاکھ روپیہ داخل کرو۔ گورو نے انکار کیا۔ بادشاہ نے گورو کو کوتوالی میں بھیجا تھا۔ لیکن چندو لال اس کو اپنے یہاں لے گیا۔ اور کہا کہ میری لڑکی سے اپنے لڑکے کا بیاہ نہ کرنے کی سزا دیتا ہوں۔ چنانچہ چندو لال نے گورو پر گرم ریت ڈلوایا اور دیگ آہنی میں بند کیا۔ پھر گائے کی کھال میں گورو کو سینا چاہا۔ گورو نے کہا کہ مجھے دریائے راوی میں اشنان کر آنے دے۔ پھر جو تو کہیگا۔ میں قبول کرونگا۔ چندو لال نے اپنے آدمیوں کی حوالات میں اشنان کو بھیجا وہ اشنان کرکے جیٹھ سدی چوتھ سمت ۱۶۶۳ بکرمی مطابق ۱۶۰۶ء پرلوک گون ہوئے۔ ۴۳ برس کی عمر تھی۔

گورو ہرگوبند

گورو نانک کی ولادت سے ۱۲۶ برس بعد سمت ۱۶۵۳ مطابق سنہ ۱۵۹۰ء اساڑھ کے مہینہ میں گورو ہرگوبند پیدا ہوئے۔ وہ گیارہ سال کی عمر میں گدی پر بیٹھے۔ اب گورو نے فقیرانہ طریقہ کے خلاف کمر میں تلوار باندھنی شروع کی اور سپاہیانہ کرتبوں میں مہارت پیدا کی۔ غرضکہ تھوڑے دنوں میں ظاہرانہ اسباب درست کرکے اپنے آپ کو فقیر سے راجہ بنا لیا۔ اور دونوں وقت دربار کرنا شروع کیا۔ گورو جی کی شاہانہ شان دیکھکر پرتھی چند سودی کا بڑا بیٹا مہربان چندو لال کے پاس دہلی گیا۔ اور اُس کے توسل سے بادشاہ کے گوش گذار کیا۔ کہ گورو ہرگوبند کے پاس رہزنوں اور ڈاکوؤں کا جمگھٹ لگا رہتا ہے۔ اور سکھوں کو سپاہ گری سکھاتا ہے کہ بادشاہی ملک میں فساد پیدا کریں۔ وزیر خان کو حکم ہوا کہ وہ گورو کو حاضر کرے۔ وہ گورو ہرگوبند کے پاس ایلچی بنکر آیا اور گورو اس کے ساتھ دہلی گیا۔ ایک سو سوار اور پیادے سکھوں کے اس کے ہمراہ تھے۔ بادشاہ اُن سے باخلاق پیش آیا۔ پانسو روپیہ اس کا یومیہ مقرر کر دیا۔ چندو لال نے پھر گورو کی مخالفت میں جوڑ توڑ کئے۔ لیکن نتیجہ یہی ہوا کہ جہانگیر بادشاہ نے گورو ہرگوبند کو سات توپیں ایک ہزار سپاہ پیادہ اور پانسو سواروں کے رکھنے کی اجازت دی اور پنجاب کے تمام بادشاہی حکام کے نام احکام جاری کر دیئے۔ کہ وہ گورو ہرگوبند سے نیک سلوک کریں۔ اور وہ جو امداد طلب کریں۔ وہ ان کو دیں۔ گورو نے چندو لال کو گورو ارجن کی مالا مروارید ہضم کرنے کے جرم میں ماخوذ کرایا۔ بادشاہ نے چندو لال کو گورو کے حوالہ کیا۔ گورو نے خوب دل کھول کر باپ کا انتقام لیا۔ اور بہت بُری طرح سے مارا جہانگیر کی مہربانی دیکھکر بہت لوگ گورو کے گرد جمع ہو گئے۔ جب شاہجہان بادشاہ ہوا۔ تو پرتھی چند کے بیٹے نے چندو لال دیوان کے بیٹے سے مل کر بادشاہ کے حضور میں گورو ہرگوبند پر دعوی کرایا۔ گورو لاہور میں طلب ہوا۔ بادشاہ نے دعوی خارج کیا۔ اور گورو کی بڑی عزت کی اور خلعت فاخرہ دیا۔ آخر میں گورو کے چچازاد بھائی کی بار بار کی شکائت سے پھر بادشاہ گورو پر ایسا مہربان نہیں رہا جیسا جہانگیر تھا۔ گورو نے بہت سے مسلمان سپاہی مثلاً پیندے خان پہلوان اور جمال خان و رستم خان و عالم خان وغیرہ اپنے رفیق بنائے اور بہت بڑی فوج جمع کر لی۔ بادشاہ نے گورو کی تنبیہ کے لئے بہادر خان روہیلہ کو جس نے شاہجہان پور آباد کیا تھا بھیجا۔ قلعہ لوہگڈھ پر گورو نے مورچے باندھے اور گورو کی فوج نے بہادر خان سے شکست پائی۔ اور گورو قلعہ لوہگڈھ سے موضع جھبال پرگنہ گوبندوال میں بھاگ آئے۔ پھر اس کے بعد عبداللہ خان صوبہ دار جالندھر سے بھی گورو کی کئی لڑائیاں اور چھیڑ چھاڑ ہوتی رہی۔ گورو ہرگوبند ۴۹ سال ۹ ماہ اور ۲۴ یوم کی عمر میں ۳۷ برس ۱ ماہ گورپائی کرکے ۱۵ چیت سمت ۱۷۰۱ بکرمی میں فوت ہوئے۔

گورو ہر رائے

گورو ہرگوبند کا پوتا گورو ہر رائے باپ کا جانشین ہوا۔ دارا شکوہ اس کا معتقد تھا جب وہ اورنگزیب سے شکست پاکر بھاگا ہے تو اس گورو کے پاس آیا مگر ٹھہرنے نہ پایا تھا۔ کہ لشکر شاہی آن پہنچا۔ تو وہ بھاگ گیا۔ گورو نے ۳۱ سال کی عمر میں سمت ۱۷۱۸ بکرمی میں اس سنسار کو چھوڑا۔

گورو ہرکرشن

گورو ہر رائے کا بیٹا ہرکرشن ۵ سال ۳ ماہ ایک یوم کی عمر میں باپ کا جانشین ہوا۔ رام رائے اس کا بڑا بھائی اورنگزیب کے پاس فریادی گیا کہ ہرکرشن میرے چھوٹے بھائی کو جو ابھی ۵ سال کا ہے۔ خوشامدی لوٹ رہے ہیں۔ سات پشت کی دولت بزرگوں کی جمع کی ہوئی خاک میں مل رہی ہے۔ کم عمری کے سبب سے وہ گورپائی کے قابل نہیں۔ اورنگزیب نے راجہ جے سنگھ سوائی والی جےپور کو گورو ہرکرشن کے بلانے کے لئے قصبہ کرتپور میں جانے کا حکم دیا۔ جب راجہ کے آدمی گئے۔ تو گورو اُن کے ساتھ دہلی روانہ ہوا۔ دہلی میں گورو چیچک کے مرض میں مبتلا ہوکر مر گیا۔

گورو تیغ بہادر

گورو ہرگوبند کا سب سے چھوٹا بیٹا گورو تیغ بہادر سمت ۱۷۲۱ بکرمی میں تخت گدی نشین ہوا۔ اس نے اپنے باپ کی روش اختیار کی۔ بادشاہ دہلی سے مقابلہ و مقاتلہ و مجادلہ کو جاری کیا۔ جس کی پاداش میں ہلاک ہونا پڑا۔

گورو گوبند سنگھ

گورو تیغ بہادر کا بیٹا گورو گوبند سنگھ باپ کا جانشین ہوا۔ اس نے بھی اپنے باپ اور دادا کے رویہ کو اختیار کیا۔ اور گھوڑے اور ہتھیار اور سپاہی بہت سے جمع کر لئے۔ چنانچہ کالے خان۔ نجابت خاں۔ حیات خان۔ بھیکن خان مع اپنی اپنی فوج کے اس کے شریک ہوئے۔ بہت سے کوہستانی ہندو راجہ مل کر گورو گوبند پر دس ہزار سپاہ کے ساتھ حملہ آور ہوئے۔ مگر گورو نے سب کو شکست دیدی۔ لیکن عجیب حیرت کی بات ہے۔ کہ جب شہنشاہ اورنگزیب نے کوہستانی راجاؤں کی تنبیہ کے لئے اپنی فوج بھیجی تو گورو گوبند انہیں راجاؤں کا طرفدار ہو گیا۔ اور شکستیں پائیں کبھی کبھی فتح بھی پائی۔ گورو گوبند نے شاہی فوج سے سب سے بڑی شکست انندپور میں پائی۔ جہاں سے وہ مجبور ہوکر بھاگا۔ گورو کی ماں معہ گورو کے بیٹے زور آور سنگھ کے اپنے رسوئیہ برہمن کے گھر میں جا چھپی۔ رسوئیہ برہمن نے یہ دیکھکر کہ ماں جی کے پاس سونا بہت ہے۔ جانی خان کو اپنا شریک کرکے گورو کی ماں اور بیٹوں کو مار کر سارے مال پر قبضہ کیا۔ غرضکہ گورو گوبند جی نے اس لڑائی کے بعد بڑی مصیبتیں اُٹھائیں۔ اور پھر اورنگزیب نے گورو کا قصور

معاف کر دیا۔ اورنگزیب کے انتقال کے بعد بہادر شاہ جب پشاور سے لاہور آیا۔ تو گورو گوبند بہادر شاہ کی فوج میں جاکر داخل ہوگئے۔ اور پھر بہادر شاہ کے ہمراہ رکاب کئی معرکوں میں خدمات بجا لاتے رہے۔ سکھ کہتے ہیں کہ جب اعظم شاہ اور بہادر شاہ کی لڑائی ہوئی تو گورو گوبند سنگھ کا ایک تیر اعظم شاہ کے لگا تھا۔ جب بہادر شاہ نے دکن کا قصد کیا۔ تو گورو گوبند اُس وقت بھی بادشاہ کی فوج میں تھا۔ اور دکن گیا۔ وہاں دکن میں کسی کے ہاتھ سے لڑائی میں زخمی ہو کر کاتک سدی پنچمی سمت ۱۷۶۵ بکرمی کو گورو گوبند نے اس دُنیا سے انتقال کیا گورو گوبند نے دکن سے بابا بندہ بہادر کو اپنا چیلہ بنا کر سرہند میں رسوئیہ برہمن سے اپنے بیٹوں کا انتقام لینے کو بھیجا تھا۔ بندہ قوم کا رجپوت تھا پہلے اُس کا نام نرائن داس براگی تھا جب وہ صوبہ ناندیر صوبہ دکن میں گورو گوبند کا چیلہ ہوا۔ تو اپنا نام بندہ رکھا۔ غرض اس بندہ کا حال اور بعد کے واقعات ایک علیحدہ تفصیل چاہتے ہیں سکھوں کے دس گوروؤں کا حال یہیں تک ختم ہو جاتا ہے۔

اب ایک منصف مزاج سکھ کو اچھی طرح غور کرنا چاہئے کہ چونکہ گورو تک سکھوں کا فرقہ فقیری لباس میں رہا تو مسلمان بادشاہوں نے سکھوں کے گوروؤں پر ہمیشہ بڑی بڑی عنائتیں کیں۔ امراء اُن کے پاس خود جا جا کر ان کی عزت و عظمت کو بڑھایا۔ کبھی اُن کو اپنے پاس بُلایا اور عزت سے رخصت کیا۔ پانچویں گورو کو چندو لال ایک ہندو نے قتل کیا۔ پھر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس چندو لال نے کیسی کیسی زیادتیاں کیں۔ اور مسلمان بادشاہ نے کس طرح چشم پوشی اور رحم کو کام فرمایا۔ پھر گورو کے بھائیوں نے خود کیسی کیسی لعنت کی۔ پھر بعض بعض گوروؤں نے بلاوجہ اپنے محسن اور قدردان بادشاہوں کا بلاوجہ کس طرح مقابلہ کیا۔ اور بادشاہوں نے ہمیشہ اُن کے قصور معاف کرنے میں چشم پوشی کو کام فرمایا۔ پھر ہندو برہمن نے جو گورو کا ملازم بھی تھا۔ کیسا شدید ظلم کیا۔ کہ گورو کی ماں اور دو بیٹوں کی جان پر آبنی۔ گوروؤں کا دور ختم ہونے کے بعد جو سکھوں کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اس پر کبھی

مکتوبات احمدیہ جلد دوم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔ یہ مکتوبات جن ربانی علوم اور حقائق و معارف کا خزانہ ہیں۔ ان سے وہی لوگ واقف ہیں۔ جنہوں نے اس کو پڑھا ہے اور جن لوگوں نے ابتک اس کو نہیں پڑھا۔ یقیناً وہ ابتک ایک نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان مکتوبات کا حاصل کرنا آسان امر نہیں تھا یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا۔ جو اس نے مجھے توفیق دی۔ کہ میں ان گراں بہا اور نایاب موتیوں کی لڑی کو پیش کروں۔

اب مکتوبات احمدیہ کی دوسری جلد کی مجھے توفیق ملی ہے۔ اس جلد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ تمام مکتوبات ہیں۔ جو آپ نے مختلف مذاہب کے لیڈروں اور عالموں کو لکھے۔ یہ مجموعہ مکتوبات گویا مذاہب باطلہ کی تردید کے لئے ایک کارگر حربہ ہے۔ اور ایسا کہ تیرہ سو برس میں اس کی نظیر نظر سے نہ گذرے گی۔ مَیں نے ان مکتوبات کو نہائت محنت کے ساتھ فراہم کیا ہے۔ اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں۔ کہ اُس نے مجھے ہی موقعہ دیا کہ اس خدمت کو بھی میں ہی سرانجام دوں۔ مگر یہ بالکل سچی بات ہے۔ کہ ایسے گراں بہا مضامین اور رسالوں کی اشاعت روپیہ چاہتی ہے۔ اور وہ میرے پاس نہیں ہے۔ بلکہ کارخانہ پہلے سے زیربار چلا آتا ہے۔ اس لئے جو لوگ اپنے محبوب مولا اور آقا کی ان تحریروں کی اشاعت کے خواہشمند ہیں اور عاشق زار ہیں۔ وہ اس معاملہ میں مجھے مدد دیں۔ مَیں کم از کم ڈیڑھ سو ایسے آدمیوں کے لئے اپیل کرتا ہوں۔ جو اپنے سیّد مولا مہدی کے ان نایاب اور لاجواب مکتوبات کے لئے دو روپیہ دے سکیں۔ تا کہ کاغذ خرید لیا جاوے اگر ڈیڑھ سو آدمیوں نے مجھے دو دو روپیہ بھیجدیئے۔ تو میں انشاء اللہ العزیز اُنہیں یقین دلاتا ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں۔ کہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۹ء تک یہ دوسری جلد شائع ہو جاویگی۔ اس جلد کی قیمت ایک روپیہ ہوگی۔ کیونکہ پہلی جلد سے یقیناً دوچند سے زائد ہوگی۔ اور پہلی جلد کی نسبت اس کی طبع میں بہتر اہتمام کرنے کا ارادہ ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ ان پیشگی قیمت دینے والوں کو دو دو جلدیں بھیجی جاویں گی۔ یہ ڈیڑھ سو آدمیوں کا گروہ اس کار خیر میں سابق بالخیرات اور اشاعت مکتوبات کا موجب ہوگا۔ اور اس کی اشاعت سے لوگوں کو جسقدر فائدہ پہونچیگا۔ اسکے ثواب میں وہ بھی حصہ دار ہوں گے۔ اس لئے یہ معمولی کام نہیں بلکہ سراسر خیر و برکت کا کام ہے۔ مبارک ہونگی۔ وہ روحیں جو اس اعلان پر توجہ فرمائیں گی۔ مکتوبات کی دوسری جلد کی کتابت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اس کام میں برکت ڈالے۔ اور اس کو بہتوں کی بھلائی اور رستگاری کا ذریعہ قرار دے۔ والسلام

خاکسار

یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان۔

مایوس اور درماندہ مریضوں کو مژدہ

شربت مقوی اعصاب

اس شربت کے استعمال سے وہ قویٰ قوی ہو جاتے ہیں۔ جن کی کمی سے مرد نامرد اور پورا ہونے سے مرد کہلاتا ہے۔ اور جب کثرت فواحشات اور مسکرات اور جوانی کی بدعنوانیاں آپ کو بے وقت عین شباب میں لطف کی جگہ بے لطف کر دیں۔ تو اس مرکب کو منگوا کر تجربہ کریں۔ ہر میدان میں آپ ہی غالب رہیں گے۔ آپ چاہتے ہیں کہ روزانہ ڈیوٹی و افکار مزید کی کثرت سے درماندہ نہ ہوں۔ دور پیری میں جوانی کے لطف اٹھائیں تو اس کو اپنی جیب میں رکھئے۔ یہ نامرد کو مرد۔ مرد کو جوان مرد بنا دیتا ہے۔ بزدل کو صاحب حوصلہ اور صاحب حوصلہ کو ممتاز ہونے کی طاقت بخشتا ہے۔ اعضاء رئیسہ دل و دماغ جگر اور معدہ کو درست کرتا ہے۔ ضعف کو دور کر کے طاقتور بنا دیتا ہے۔ سستی کو دور کر کے چست بناتا ہے۔ اعصابی طاقت اور برقی رفتار اس سے پیدا ہوتی ہے۔ جو لوگ بے وقت قوت صرف کر لیتے ہیں اور زندگی کے واجبی مزوں سے قاصر ہو بیٹھتے ہیں وہ اس کے چند روزہ استعمال سے اپنی گم شدہ قوت سے واپس لا سکتے ہیں۔ جب مثانہ کمزور ہو کر مادۂ زندگی تباہ ہو گیا ہو اور تھوڑے فکر و رنج سے حاجت ادرار ہو۔ دماغ میں خیالات بیہودہ کا ہجوم رہتا ہو۔ تو اس کے پینے سے دور ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ طبیعت شگفتہ ہو۔ اور امراض نہفتہ سے بچے رہیں نیز وہ لوگ جن کو اپنے اعمال نے ٹھنڈا کر دیا ہو۔ یا بڑھاپا سدراہ مقصود ہو۔ تو وہ اس کی چند خوراک کا تجربہ کریں شہادت میں وہ لوگ موجود ہیں جو کامیاب ہو چکے ہیں اس کے استعمال سے عمل زینہ قرار پاتا ہے۔ قیمت فی بوتل چار روپے

طلائے نادر یاس کے خارجی استعمال سے مردہ عضلات زندہ ہو کر ان میں طاقت جوانی پیدا ہوتی ہے۔ فی تولہ چار روپے۔

حب خوش کن۔ قابل دید ہے نہ شنید۔ در آید درست آید۔ قیمت عہ

سوزاک نوو قرص۔ ۲۴ گھنٹے میں تکلیف دہ علامات دور ہو کر۔ درد و پیپ جلن۔ سوزش کافور۔ جسم میں طاقت و سرور حاصل ہوتا ہے۔ شرطیہ دوا۔ قیمت درجہ اول صہ ۔ درجہ دوم سے

حب دافع آتشک ان کے استعمال سے بلا منہ و تمے دست مرض دور ہو کر عمر بھر کا خطرہ مٹ جاتا ہے۔ قیمت چار روپے

حکیم ڈاکٹر حاجی غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور

محب اطفال

دوسرا نام ہے

اسکاٹس ایملشن

کا۔ جو لاکھوں شفیق والدین نے اُس خدمت کے صلہ میں دیا ہے جو اس نے ان کے بچوں کی تندرستی بحال اور جسم قوی کیا ہے۔ وہ ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے اسے مزے سے پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست توانا بنا دیتا ہے۔

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا ایملشن لو جو اسکاٹ کے طریقہ کی صداقت کا نشان ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیدھے ریشہ دار کشمیری لکڑی کے نمبر ہینڈل کاک کین اور دور بڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار قیمت سے ۔ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشہ دار کشمیری لکڑی کے ہینڈل کاک کین دور ربڑ کے بنے ہوئے میچ کے لئے نہایت عمدہ قیمت عہ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی ہینڈل میں ایک بڑ اور کین ہوگا۔ قیمت عہ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی معمولی پریکٹس کے لئے عہ

بچوں کے کرکٹ بیٹ { ۱۲×۱۳ کے واسطے درست ایک ٹرکس ایک سال لکڑی } فی سٹے سے

فٹ بال کے لئے فٹ بال نہایت عمدہ و کار آمد پائیدار مضبوط نمبر ۵ سے

" " " " " " " نمبر ۴ صہ

" " " " " " " نمبر ۳ للعہ

" " " " " " " نمبر ۲ سے

کرکٹ بال گسٹ سوں نہایت عمدہ و مضبوط وغیرہ سے گے عہ

کرکٹ بیٹس و ریکس دھاگہ کے بیچ سے

فی کاپی ہہ ۔ پرائس لسٹ مفت

المشتہر

مستری نظام الدین منیجر ڈینس گرے اینڈ کو شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مال از قسم کرکٹ بیٹ اور فٹ بال و غیرہ پہنچا ہمیں کمال کی تعریف یا پاس رہے کہ خوب پائدار شیوں کہ معدا تقریباً ہو نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول اسمٰعیل پور ضلع ۔۔۔ کانگڑہ

لاکھوں روپے کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے واسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد ملک پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کی ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں۔ جن کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر و مجرب الوب کی خاصیت ہے۔ کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گلٹی میں لگا کر بدن پر مالش کی جائے۔ تو سرور بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا تمام مریضوں اور بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بند فتق کا لگے باعث دوا حلق سے اتر نا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم فائدہ کیلئے بشرط صلاحیت اقرار عدم افشائے راز اس کا بنانا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی عہ ۔ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہوں گے یا سیکھنے کی غرض سے بغرض تجربہ منگائیں۔ نصف قیمت لی جائے گی۔

نوٹ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نرخ اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

رفیع الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازار مضمونوں کی تیز طراری مسلسل عبارت کی آزادی آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں۔ اوّل آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکہ ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائتیں ہیں ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون تیار کی ہے جس کے چندے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہوں گے۔ اور ہر قسم کی شکائت کے لئے مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ ہم لکھ ماریں۔ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اوّل نمونہ مفت منگائیے۔ پھر شفا ہو۔ تو طلب فرماویں۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے جو امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور مریض کی بعض اوقات خودکشی تک۔ نوبت پہنچا رہتی ہیں۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ۶ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ اور بصارت کو بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۲ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سید احسین کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

کیوں خاموشی ہے؟

جنوری ۱۹۱۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور ارشاد سے اخبارات میں ایک تحریک شائع کی گئی تھی جس کو یاد دہانی کے لئے پہلے میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

"سلسلہ احمدیہ کی طرف سے یعنی صدر انجمن احمدیہ کے انتظام ایک مد معین جو ہر سال بجٹ میں ظاہر کر دیجاتی ہے۔ مساکین یتامیٰ اور طالب علموں کی مدد کی جاتی ہے۔ چنانچہ سال حال میں ایک ہزار روپیہ یتامیٰ کے لئے۔ دو ہزار سے کچھ زیادہ روپیہ مساکین کے لئے۔ اور ایک ہزار روپیہ زکوٰۃ کے اخراجات کے لئے جس سے بعض طالب علموں کو اور بعض مساکین اور مولفۃ القلوب اور دیگر محتاجوں کو مدد دیجاتی ہے تجویز کیا گیا ہے۔ چونکہ ہماری قوم کے سامنے کئی قسم کے چندے مثلاً لنگر خانہ۔ مدرسہ۔ اشاعت اسلام۔ تعمیر مدرسہ یادگار وغیرہ کے اور بھی ہیں۔ لہذا ان تمام چندوں کو مدنظر رکھ کر قریباً چار ہزار روپے کا یتامیٰ اور مسکین کی مدد کے لئے نکل آنا اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ہے۔ مگر یہ رقم دراصل اسقدر تھوڑی ہے کہ بہت سے درخواست کنندگان کو جواب دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ جب تک پہلے وظیفہ خوار وں میں کمی ہو کر گنجائش نہ نکلے۔ نئے وظیفہ خوار نہیں لیئے جا سکتے۔ چنانچہ اس وقت بھی سات آٹھ یتامیٰ۔ اور قریب سترہ اٹھارہ کے مساکین کی درخواستیں آئی ہوئی ہیں۔ اور گنجائش قریباً قریباً کچھ بھی نہیں۔ اس لئے بظاہر ان درخواستوں کے منظور ہونے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ مگر اس بات کا علم حضرت خلیفۃ المسیح کو ہونے پر اور نیز اس خیال پر کہ بعض طالب علموں کا جو قریب سترہ کے ہیں۔ لنگر خانہ پر بوجھ ہے۔ اور یہ مد خود مقروض ہے آپ نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔ کہ میں آپ کی طرف سے احباب کی خدمت میں یہ تحریک کروں۔ کہ ان لوگوں کے لئے کچھ انتظام ہونا چاہئے۔ بلکہ ابھی تو ابتدائے سال ہے۔ اور اثنائے سال میں اور بھی درخواستیں آئیں گی۔ کیونکہ مہینہ میں عموماً پانچ سات ایسی درخواستیں آجاتی ہیں۔ پس ایسے لوگوں کے لئے علاوہ رقم مندرجہ بجٹ کے اور روپے کا انتظام ہونا چاہئے۔ گویا صورت حال یہ ہے۔ کہ قریب چار ہزار روپے کی رقم تو ان یتامیٰ مساکین و طالب علموں وغیرہ کے گذارہ کے لئے چاہئے۔ جو اس وقت انجمن کے انتظام کے نیچے اس امداد کے مستحق ہیں۔ اور اکیس سو روپے کی رقم ان یتامیٰ مساکین وغیرہ کے ایک سال کے گذارہ کے لئے چاہئے۔ جن کی درخواستیں آئی ہوئی ہیں۔ اور گو اس روپے کا بالفعل کوئی اندازہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جو آئندہ درخواست کنندگان کے لئے درکار ہوگا۔ مگر یہ ظاہر ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ گنجائش اور بھی ہونی چاہئے۔ پس مجھے یہ ارشاد ہوا ہے۔ کہ میں ان سب کے لئے تمام احمدی احباب کی خدمت میں اپیل کروں۔ چار ہزار روپے تو موجودہ مسکین فنڈ۔ یتیم فنڈ۔ زکوٰۃ فنڈ میں حسب معمول سابق آنا چاہئے۔ اور اس کی طرف تمام احباب کو اور تمام انجمنوں کو خصوصیت سے توجہ کرنی چاہئے۔ اور موجودہ اکیس سو روپے کی ضرورت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اس میں سے ایک سو روپیہ وہ خود دیں گے۔ اور باقی دو ہزار روپے کو ایک ہزار احباب دو دو روپے دے کر پورا کر دیں۔ اور ان میں سے ذی وسعت احباب کئی کئی آدمیوں کے قائمقام ہو جاویں۔ مگر ان دو دو روپے دینے والے احباب کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔ کہ اس رقم سے اُن پہلے چندوں پر جو وہ دیتے ہیں۔ یا اُن کو دینے چاہئے۔ کوئی اثر نہ پڑے۔ اور ان کی ادائیگی کے بعد جو شخص شرح صدر سے اس تحریک میں حصّہ لے سکتا ہے یعنی نہ صرف ان چندوں پر اثر نہ پڑے۔ جو لنگر خانہ۔ مدرسہ۔ اشاعت اسلام وغیرہ مقدم اغراض سلسلہ کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ جن کا قیام ایک طرح سے اس سلسلہ کے قیام کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔ بلکہ پہلے مسکین فنڈ یتیم فنڈ اور زکوٰۃ فنڈ پر بھی کسی قسم کا اُن کا اثر نہ پڑے کیونکہ اگر ایک جگہ سے کم ہو کر وہی رقم دوسری جگہ دیدی گئی۔ تو اس سے اس تحریک کا اصل مدعا مفقود ہو جاتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے جب یہ ارشاد فرمایا تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ جلسہ سالانہ پر ہم نے خود کسی روپے کے لئے تحریک نہیں کی۔ بلکہ صرف وعظ و نصیحت پر ہی کفائت کی تھی۔ اور مندرجہ ذیل آیات قرآنی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔

ارءیت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین۔ گویا ایسے لوگوں کو جو یتیم یا مسکین کی پرواہ نہیں کرتے۔ مکذب بالدین قرار دیا ہے۔ اور پھر یتیم کے متعلق فرمایا:۔ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن۔ اور پھر فرمایا:۔ ما ادرٰیک ما العقبۃ۔ فک رقبۃ او اطعام فی یوم ذی مسغبۃ یتیما ذا مقربۃ او مسکینا ذا متربۃ گویا یتیم اور محتاج کے لئے دُنیا سخت دشوار گذار گھاٹی میں سے ہو کر گذرنے کے برابر ہے اور پھر علم دینی کے حصول کے لئے اِن الفاظ میں ارشاد فرمایا:۔ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین۔ گویا ہر جماعت اور ہر قوم میں ایک گروہ ایسے لوگوں کا ہونا چاہئے۔ جو حصول علم دینی کے بعد تفقہ فی الدین کریں۔ اور لوگوں کو سمجھاویں پس یتامیٰ۔ مساکین اور طالب علموں کے لئے انتظام کرنا بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ کہ اگر بعض لوگ تائید یا ایسی اور کتابیں جو یہاں ہیں۔ خرید لیں۔ تو ان کا روپیہ بھی اسی غرض میں ہم صرف کر سکتے ہیں۔ والسلام"

اس تحریک کی اشاعت پر چار ہائی ماہ سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے۔ اس عرصہ میں دو ہزار روپیہ میں سے یکم مارچ ۱۹۱۹ء تک ایک سو کا وصول ہونا تعجب خیز امر ہے۔ اور یہ بات ہمارے لئے موجب شرم ہے۔ اگرچہ اس عرصہ میں انجمن کو کئی ہزار روپیہ مختلف مدوں میں وصول ہوا ہے اور مساکین اور یتامیٰ کے لئے بھی ایک اچھی رقم آئی ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح کا منشا اور مقصد ان چندوں سے نہیں تھا۔ جو پہلے سے آتے ہیں

بلکہ آپ نے صاف طور پر جیسا کہ مندرجہ بالا تحریک سے معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر کر دیا تھا کہ وہ ان چندوں کے علاوہ وہ اپنے متبعین کو دو ہزار روپیہ اکٹھا کر دینے کی تحریک فرماتے ہیں اور اس تحریک میں خود ایک سو روپیہ آپ خود دینے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ ایسی حالت اور صورت میں یہ رقم بہت جلد جمع ہو جانی چاہیئے تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کیوں اس تحریک کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ یہ ایک سخت غلطی اور غفلت کا ارتکاب ہوا ہے۔ اور قوم کا فرض ہے کہ اس کی تلافی کرے۔ اور اس سُستی کی سُستی اور غفلت کا کفارہ ادا کرے۔ جو اپنے مخدوم اور مطاع کے ارشاد اور تحریک کی تعمیل میں اس سے ہوئی ہے۔ میں اس سے زیادہ کچھ اس پر لکھنا نہیں چاہتا کہ ناظرین الحکم کو توجہ دلاؤں۔ کہ اگر ان میں سے ہر ایک اس تحریک میں شامل ہو جاوے۔ تو وہ سب کے سب ہی مل کر اس ارشاد کی تعمیل کر سکتے ہیں۔ جو لوگ دو روپیہ سے زیادہ دے سکتے ہیں۔ وہ کئی کئی احباب کے قائم مقام ہو سکتے ہیں جیسا کہ تحریک مذکور میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اب اس سے زیادہ دیر اور غفلت اس میں نہیں ہونی چاہیئے۔ ہر ایک جو اس کو پڑھتا ہے۔ اگر وہ احمدی ہے۔ تو اس کا اپنا فرض ہے کہ وہ فوراً **دو روپیہ** حضرت **خلیفۃ المسیح** کی **اس تحریک کی تعمیل میں بھیجدے**۔ اور منی آرڈر کے کوپن پر صراحت سے لکھدے۔ کہ یہ اس فنڈ میں داخل کیا جاوے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے کی گئی ہے۔ آئندہ اصل تحریک اس صفحہ پر اس وقت تک چھپتی رہے گی جب تک یہ دو ہزار پورا نہ ہو جاوے

ایمرداں بکوشید و برائے حق بکوشید

ضروری التماس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادران اخوان السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اور عقیدت اخوت میں آپ کو بار بار پھر بار بار سورہ والعصر اور اس کے ترجمہ کی طرف متوجہ کر کے پھر حضرت امام اور

اُس کے خلیفہ کی شرائط پر کاربند ہونے کی تاکید کرتا ہوں اور عرض ہے کہ دعا سے ہرگز غافل نہ ہونا۔ اور حبس صاحب نے مجھ غریب کی طرف اپنا مبارک نام روانہ کیا ہے۔ وہ مبارک نام میں نے اپنی کتاب الدعا میں بڑی خوشی اور بڑی محبت سے درج کر لیا ہے۔ اور ارادہ کیا ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی طاقت اور سمجھ موجب اپنی زندگی تک تمام بھائیوں کے لیئے دعائیں کرتا رہونگا۔ تسلی رکھیں۔ اور ہر بھائی کو بڑے ادب سے تاکید ہے کہ اپنی طاقت اور سمجھ کے موجب تعلق بڑھنے میں کوشش کرتے رہیں اور ہر غم اور فکر میں خبر دیتے رہیں۔ والسلام

راقم

خاکسار محمد حسین دفتری میگزین۔ ۳۰ مارچ ۱۹۰۹ء

گشتہ کا خواب اور اسکی تعبیر

ہم بھی گشتہ ہیں تیری نیرنگی کو بلورہ ہو
اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والے

امرتسری گشتہ ثناء اللہ ایڈیٹر الحکم کی زور قلم کا تجربہ بخوبی کر چکا ہے اور آج سے نہیں بلکہ ۱۸۹۲ء سے اس نے دینی خوبی پر ایڈیٹر الحکم کے چانٹے کھائے ہیں مگر بچپن کی بگڑی ہوئی عادت اسے چین نہیں لینے دیتی مجھے نہایت افسوس سے اہلحدیث کے اس خواب پر نوٹس لینا پڑا جو ۲۔اپریل ۱۹۰۹ء کے اہلحدیث میں گشتہ امرتسری نے دیکھا ہے ناظرین الحکم کسی دوسری جگہ امرتسر کے ایک اہل قلم کی تحریر پڑھیں گے جو اسی خواب کے متعلق ہے اور جو احمدی بھی نہیں اگرچہ یہ جواب کافی ہے مگر میں ناظرین کو مغالطہ سے نکالنے کیلئے اسے کچھ لکھنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

اہلحدیث اور اسکے نامہ نگار گشتہ نے اگر یہ خواب افتراء علی اللہ نہیں کیا تو وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر شایع کر دے کہ گشتہ امرتسری کو میں صادق اور راستباز مومن یقین کرتا ہوں اور اسنے اس خواب کے بیان کرنے میں افتراء علی اللہ نہیں کیا اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو اسکے بعد دنیا کو خود پتہ لگ جائیگا کہ جھوٹا کون ہے اور جھوٹ میں انسان کتنا گرتا ہے۔

اس بیان کے بعد میں گشتہ امرتسری اور ثناء اللہ امرتسری کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ انکا خواب سیاہ جھوٹ افتراء علی اللہ اور شیطانی ہے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا مرسل اور مہدی مسیح یقین کیا۔ اور اس پر اب تک قایم ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ اس اعتقاد پر میری موت اور میرا حشر ہو اس دعویٰ کے یقین کرنے میں مینے کبھی اپنے نفس کو دھوکا نہیں دیا اور نہ ان دعاوی کی تائید اور تصدیق میں میرے قلم نے کسی نفس کو دھوکا دیا۔ حضرت کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو میں حضرت مسیح موعودؑ کا سچا نائب اور خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ نائب اور خلیفہ یقین کرتا ہوں اور اسی اعتقاد پر میں مرنے کا متمنی ہوں پس ایک لغو اور شیطانی وسوسہ کے ذریعہ ایسی تحریریں شایع کرنا خدا سے ڈرنے والے مومن اور متقی کا کام نہیں ہو سکتا یہ ایسے متقی سے ممکن ہے جو زنا کرکے یا جھوٹ بول کر بھی متقی رہ سکتا ہے۔

میں نے قادیان کو اپنے لیئے امن کا مقام یقین کیا ہے اور میں ہجرت کرکے یہاں آیا ہوں۔ میں خدا کے فضل کے لیئے جسقدر شکر کروں کم ہے کہ اسنے مجھے جنت عطا کی اور میں اپنے مولیٰ کریم پر ایمان رکھتا ہوں کہ وہ کسی انسانی ہاتھ کو مجھے یہاں سے نکالنے پر مسلط نہیں کریگا۔

رہی ثناء اللہ کی تفسیر پڑھنا۔ اسکے لیئے میرا اتنا ہی جواب ہے کہ ثناء اللہ نے بھی تفسیر لکھی ہے اور میں نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے فیض سے حصہ لیکر تفسیر القرآن لکھی ہے امرتسر یا لاہور میں ایک جلسہ کرکے میری تفسیر اور ثناء اللہ کی تفسیر کا ایک حصہ گشتہ صاحب خود پڑھیں پبلک کو علم ہو جائیگا کہ خدا تعالیٰ نے کس کے قلم اور انداز بیان میں برکت رکھی ہے۔ میں گشتہ (جسکے نام ہی میں ہلاکت کا مفہوم پایا جاتا ہے) کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ خدا سے ڈریں اور ایسے خواب بنانے سے پرہیز کریں اور میری اس تحریر کے آخری چیلنج کو اپنے گرو ثناء اللہ سے منظور کرائیں تاکہ جلد فیصلہ ہو جاوے۔ اسکے بعد میں الحکم کے پڑھنے والوں کو اس مغالطہ سے بچانے کی کوشش کرونگا جو ایسی بیہودہ تحریروں کے پڑھنے سے لگ سکتا ہے وہ یاد رکھیں کہ یہ ابلہ فریبی ہے جو ثناء اللہ

نے اپنے اخبار میں شایع کر کے اپنی متانت اور تقویٰ شعاری کا ثبوت دیا ہے ایسی لغویات کی پروا ہی نہیں کرنی چاہیئے۔ مجھے اگر بعض سادہ لوح لوگوں کے دھوکا کھانے کا احتمال نہ ہوتا تو میں اس پر ایک لفظ بھی نہ لکھتا۔

سنگلاخ کابل میں ہمارا خونی نشان

رنگ لایا ہے ہمارا خون مگر مدت کے بعد
گل کھلیں گے اور بھی گر ہیں ..... مہندی کا رنگ

الحکم کے ناظرین کبھی اس دردناک واقعہ کو بھول نہیں سکتے۔جو چند سال گذرے۔کابل کی سرزمین میں ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان صاحب کابل کے حکم سے ایک بے گناہ کی جان لینے کے متعلق گذرا ہے۔اور اس سے میری مراد حضرت **صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادت** ہے۔اسی واقعہ کے حالات ایسے دردناک اور مؤثر ہیں۔جو ایک سنگدل کو بھی رُلا دیتے ہیں۔مگر آہ! کابل کی سرزمین اس معصوم پر پتھر برستے ہوئے دیکھکر متاثر نہ ہوئی۔صاحبزادہ صاحب کا قصور کیا تھا؟

یہی کہ وہ حضرت مسیح موعود کے خادم اور خونی مہدی کے منکر تھے!

صاحبزادہ صاحب نے جس استقامت اور ایمان کا نمونہ دکھایا۔وہ بے نظیر ہے۔اور فی الحقیقت کابل کی سنگدل سرزمین کے رہنے والوں میں **مسیح موعود اور مہدی مسعود** کی منادی کا اشتہار **خون ہی کے ساتھ لکھا جانا چاہئے تھا۔**

آخر یہ خون رنگ لایا ہے۔اور اب بیگناہ سید پر ظلم کرنیوالوں کے لئے ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں۔کہ انہیں معلوم ہو جائیگا۔کہ **رونے والے ہیبت** کا معاملہ بالکل صحیح ہے۔

میں ناظرین کو تمہید کے لمبے سلسلے میں لیجانا نہیں چاہتا۔اس لئے صاف الفاظ میں بتاتا ہوں۔کہ **کابل** میں ایک خطرناک سازش کا پتہ لگا ہے۔جو ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان کے خلاف کی گئی تھی۔اور اس میں بڑے بڑے بزرگ بھی شریک پائے گئے ہیں۔جن کی **سازش** سے بیچارہ سید کابل میں سنگسار کیا گیا تھا۔

اس سازش میں جو لوگ شریک ثابت ہوئے ہیں وہ توپ کے ذریعہ اُڑائے جا رہے ہیں۔اور کابل کی پہاڑیاں یہ عجیب نظارہ کر رہی ہیں۔مگر ابھی انہوں نے بہت کچھ دیکھنا ہے۔اور وہ دیکھ کر رہینگی۔

ہم اس سازش کے تفصیل حالات انشاء اللہ لکھونگا اس لئے کہ یہ عظیم الشان نشان ہے۔جس سے ہمارے ایمان میں ترقی ہو رہی ہے۔میں دل سے دعا کرتا ہوں اور ناظرین سے التماس ہے۔کہ وہ بھی دعا کریں۔کہ وہ نمک حرام اور غدار بدمعاش جنہوں نے اپنے بادشاہ کے خلاف سازش کی۔اور اس کی جان لینے کا تہیہ کیا۔وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں۔یہ ایک معمولی نشان نہیں ہوگا۔بلکہ یہ ایک **نشان عظیم** ہے۔اور جس طرح پر سید مرحوم کی وفات نے سنگلاخ کابل میں خونی اشتہار دیا تھا اب اسی سرزمین میں اس اعلان کی تجدید اسی رنگ میں ہو رہی ہے۔اور شہید مرحوم کی تربت انہیں سبق دے رہی ہے کہ

کہ کرد کہ نیافت

زمیندار کانفرنس

ہمارے مکرم منشی سراج الدین صاحب ایڈیٹر زمیندار زمینداروں کی بھلائی کے لئے اور بہتری کے لئے جو کام کر رہے ہیں۔وہ زمیندار فرقہ کی طرف سے خصوصاً قابل قدر ہے۔مگر وہ اسے کسی مدح یا اجر کی خاطر نہیں کرتے۔وہ خود زمیندار ہیں۔زمینداروں کی حالت سے واقف ہیں۔اس لئے ان تکالیف اور مشکلات کو جو زمینداروں کی ترقی کی راہ میں ہیں۔محسوس کر کے اپنی طاقت کے موافق اس قوم کو بیدار کر رہے ہیں۔زمینداروں کی اصلاح کے لئے انہیں زمینداروں کا ریفارمر کہنا چاہئے۔پہلے بھی انہوں نے ایک زمیندار کانفرنس منعقد کی تھی۔اب دوسری کانفرنس کا اعلان کیا ہے زمینداروں کا ایسی کانفرنس میں شریک ہونا بہت مناسب اور ضروری ہے۔یہ کانفرنس موضع کرم آباد میں ۲۴-اور ۲۵-اپریل ۱۹۰۹ء کو ہوگی۔کرم آباد وزیر آباد سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر جانب شرق برلب سڑک واقعہ ہے۔آمد و رفت میں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے اس کانفرنس کو زمینداروں کی **اخلاقی۔تمدنی۔تعلیمی اور حرفتی** اصلاح کے سوا اور کسی مضمون سے تعلق نہیں اگر ان مضامین پر کوئی صاحب کچھ لکھنا چاہیں یا کوئی تجویز پیش کرنا چاہیں۔تو وہ ایک ہفتہ پہلے منشی سراج الدین ایڈیٹر زمیندار کرم آباد کو اطلاع دے۔اور شامل ہونے والے احباب تاریخ تشریف آوری سے تین روز پہلے اطلاع دیں۔تاکہ منشی صاحب کو رہائش اور خورد و نوش کے انتظام میں سہولت ہو۔یہ جلسہ زمینداروں کا جلسہ ہے۔اس لئے ہر مذہب وملت کا زمیندار شامل ہو سکتا ہے۔جو لوگ جانا چاہیں۔منشی صاحب موصوف کو اطلاع دیں۔میری رائے میں زمینداروں کو ایسے جلسوں میں شامل ہونا اُن کے لئے بہت مفید اور مؤثر ہوگا۔

عہد سعادت

ذیل میں المؤید سے ایک مضمون کا ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔جو پچھلے دنوں سلطان المعظم کے جلسہ دعوت میں پڑھا گیا تھا۔وہ خلافت تو ایک حکومت کا رنگ رکھتی ہے۔دراصل **خلافت** وہی خلافت ہے جو آدم اور اس کے نواب کو ملتی چلی آئی ہے اور اس کی نظیر آج ہم میں بھی موجود ہے۔جس **خلیفۃ المسیح** کے ہاتھ پر ہم نے بیعت کی۔خدا تعالیٰ کا شکر اور فضل ہے۔کہ وہ نہایت بے لوث بے غرض اور ہمارا حقیقی بہی خواہ ہے۔اس کے دل میں ہمارے لئے درد ہے اور اس کے ہاتھ ہمارے لئے رب العالمین کے حضور دعا کے لئے اٹھے ہوئے ہیں۔(ایڈیٹر)

خلافت اسلامیہ کا شخصی حکومت سے حال موضوع دی

میں منتقل ہو، ہمیں زمان سعادت کی یاد دلاتا ہے۔ جیسا سب کو معلوم ہے۔ زمان سعادت کا اطلاق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان نبوت اور خلفائے راشدین کے دور خلافت پر ہوتا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں وہ دور خواہ مسلمانوں کے لئے۔ خواہ مسلمانوں کے زیر حمائت آنے والی دوسری ملتوں کے لئے زمانہ سعادت اور دور اقبال تھے۔ یہاں تک کہ فوج اسلامی کے کمانڈر ابو عبیدہ بن الجراح نے (یہ یرموک کا واقعہ ہے) باشندگان حمص کا جزیہ انہیں اس خیال سے واپس کر دیا۔ کہ یہ پورے طور پر یقین نہ تھا۔ کہ فتح یونانیوں کو ہو گی یا مسلمانوں کو۔ اس لئے کہ جزیہ عیسائیوں سے صرف بمقابلہ حمائت لیا جا سکتا تھا۔ اس زمانے کے آدمیوں کی نظروں میں جو ہر حرکت وجدان اور قانون کے مطابق کرنا چاہتے تھے۔ بالفعل حمائت نہ کر سکنے کی حالت میں جزیہ لینا غیر مشروع روپیہ لینا تھا۔ اس وجہ سے اس وقت جزیہ نہ لیجا سکے جب باشندگان حمص کو یہ معلوم ہوا۔ کہ جزیہ نہ لیا جائیگا اور کس وجہ سے نہ لیا جائیگا۔ تو وہ بے انتہا رنجیدہ ہوئے اور ان مسلمانوں کی فتح کے لئے جن کے زیر حمائت انہیں وہ رفاہیت حاصل ہوئی تھی۔ یونانیوں کے زیر حمائت کبھی نصیب نہ ہوئی۔ درگاہ خداوندی میں اُنہوں نے گھٹنے ٹیک ٹیک کے دُعائیں مانگیں۔

ہاں زمان سعادت میں تعمیم عدالت تامین عرض جان و مال رعایا آزادی مذاہب اسلام کی طرف سے اس درجہ تھی۔

شریعت اسلام ایسے احکام عالیہ سے روشن ہے۔ اس شریعت میں بادشاہ۔ افراد امت میں ایک شخص واحد کے حقوق سے زیادہ حقوق کا مالک نہیں ہو سکتا۔ اگر اُسے کوئی امتیاز خاص حاصل ہے تو اتنا۔ چونکہ وہ قوم کے کاموں میں مشغول رہتا ہے۔ اس لئے اُس کی تامین معاش کے لئے ایک تنخواہ مقرر کر دی جائے۔ ایک مسلمان حاکم جبار نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا درجہ انسانیت سے بالا نہیں خیال کیا جا سکتا۔ وہاں نہیں بیٹھ سکتا۔ جہاں افراد ملت کی رسائی نہ ہو سکے۔ اتنا اونچا نہیں ہو سکتا۔ کہ اُس تک قوم کی آواز نہ پہنچ سکے۔

یہ تھی عصر سعادت کی بادشاہت اور اس زمانے کی خوش قسمت رعایا ایسے بادشاہوں کی عادی تھی مگر افسوس کہ مسلمان اس لذت سعادت کو کچھ عرصہ تک چکھ کے آہستہ آہستہ کھو بیٹھے۔ اس کے بعد صدیاں آئیں۔ جن میں یہ خوش بختیاں نہ تھیں یہاں تک کہ عوت محل یلدز میں ہوئی۔ اس میں وکلائے امت پھر اپنے خلیفہ سے باہم ملے باتیں کیں اور ساتھ بیٹھ کے کھانے میں شریک ہوئے۔ اس واقعہ نے ہمارے دلوں میں اس برگزیدہ زمانہ یاد تازہ کر دی۔

زمان سعادت میں یعنی آنحضرتؐ کے زمانے میں مسلمان اور مدینہ کے یہودی اور نجران کے عیسائی سب وہ لباس پہنتے تھے۔ جو آنحضرتؐ پہنتے تھے۔ نبی ذیشان کی مجلس میں جا کر جیسے دوست دوست سے ملے۔ عزیز عزیز سے ملے۔ اس طرح آنحضرتؐ سے ملتے تھے۔ اُن کی صحبت پاک میں شریک ہوتے تھے۔ حضرت پیغمبر متکبر نہ تھے۔ قیصر و قصری کی طرح نظر آنے کو کبھی منظور نہ کرتے تھے یہ ہوتا تھا۔ کہ مدینے کی کوئی لونڈی آتی۔ اس کا کوئی لڑائی جھگڑا ہوتا۔ اُس کے فیصلے کے لئے آنحضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کے لیجاتی اور سارا حال سُنا کے فیصلہ کرا لیتی۔ آنحضرتؐ کے علم مرحمت رافت و مروّت۔ تواضع و معفوت کی کوئی حد خیال میں نہیں آسکتی۔

اس کے بعد جبکہ حضرت ابو بکرؓ مسند جلیل خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو اُنہوں نے یہ خواہش کی کہ سائر الناس کی طرح وہ اپنے کام میں مشغول رہیں۔ حضرت ابو بکر بزاز تھے اُنہوں نے خیال فرمایا کہ خلیفہ ہونا میرے کام کو مانع نہ ہو گا۔ لیکن صحابہ کرامؓ نے اس خوف سے کہ تجارت میں مشغول رہنے سے امور خلافت کے انتظام کیلئے کافی وقت نہ ملیگا۔ انہیں تجارت سے باز رکھا۔ اور اس لئے کہ انہیں تجارت کی ضرورت نہ پڑے۔ ان کیلئے تنخواہ مقرر کر دی۔

اسلام کا یہ پہلا خلیفہ کیا اپنے اس حال و حرکت سے ہمیں ایک بڑا پولٹیکل اور سوشل سبق نہیں دیتا۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوا کہ خلیفہ قوم کے افراد میں سے ایک امین خادم ایک پُر شفق ہوتا ہے۔ خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ بن الخطاب بھی ہمیں اس طرح کے بہت سے سبق دیتے ہیں جیسا کہ خود وہ افراد رعیت میں ہر کسی سے مرد ہو چاہے عورت سبق حاصل کرتے تھے کیا اس عدالت مجسم کو مُنہ در مُنہ اور کھلم کھلا یہ نہیں کہا گیا۔ اگر ہم تجھ میں کوئی ٹیڑھا پن دیکھیں گے۔ تو اُسے تلوار سے سیدھا کر دینگے۔ ایک عورت کے جواب پر

بھوکے بچوں کے لئے روٹی لینے آئی تھی۔ اس مثال مجسم عدالت کی جو سرزنش کی وہ ایسی ہے۔ کہ بھول نہیں سکتی۔ جب حضرت عمرؓ نے اُس عورت سے فرمایا کہ تُو نے اپنے بچوں کو کیوں بھوکا رکھا۔ آکے ان کے لئے کھانا کیوں نہیں مانگا اُس دُکھی عورت نے جواب دیا۔ ارباب احتیاج رجوع نہیں کرتے خلیفہ کا کام ہے۔ کہ انہیں ڈھونڈ نکالے خلیفہ کو رعایا کے حال سے واقف ہونا چاہئے ہم نے صرف اس شرط پر تیری بیعت کی ہے۔ اس جواب سے اس ملک خدا خوف کو لاجواب کر دیا تھا حضرت ایک ایسے ذی شان عادل صلاحکار حاکم تھے۔ کہ جیسے حاکم سب سے زیادہ تہذیب یافتہ۔ ترقی یافتہ قومیں اب تک ڈھونڈ رہی ہیں۔

خود وہ ان کی رعایا۔ اُن کی قوم۔ اُن کا زمانہ سب خوش قسمت تھے۔ یہ تمام فضیلت یا امتیاز شریعت اسلامیہ کے احکام جلیلہ کی بدولت تھا۔ وہ اسلام ہی ہے جس نے کسروی شخصی سلطنت حضرت عمرؓ کے بازوئے آہنی کے حربے سے خاک میں ملا دی اور اس کی جگہ تواضع سے۔ عدالت سے علم و رافت سے مرتب ایک بادشاہت قائم کی۔

بقول بعض مورخین کے جب اپنی عظیم الشان فتوحات کی وجہ سے خالد بن ولید کی ہر شخص خوب کے ساتھ عزت و احترام کرنے لگا تو حضرت عمرؓ نے اس خوف سے کہ مسلمان بھی اپنے بڑے بڑے جرنلوں فاتحوں کو کہیں اس نظر سے نہ دیکھنے لگیں جس سے اہل ایران اپنے بادشاہوں کو۔ اہل روما اپنے قیصروں کو اہل یونان اپنے ہیروؤں کو دیکھتے تھے حضرت خالد کو معزول کر کے اُن کی جگہ ابو عبیدہ کو جو نہائت متواضع اور امین تھے مقرر فرمایا۔

حضرت عمرؓ کا مقصد حکیمانہ اس سے یہ تھا۔ کہ قوم کے مختلف طبقات میں علیحدگی نہ ہونے پاوے اور غیریت نہ ہو حاکم و محکوم۔ امر و مامور یکساں نظر آئیں۔ قوم کے ساتھ مساوات میں کوئی شخص فوق البشر طاقت رکھنے کا مدعی نہ ہو سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تک دُنیا نے حضرت عمر جیسا کوئی بادشاہ نہ دیکھا جس کے افعال اصول مشروطیت حاکمیت ملیت یعنی ڈیماکریسی جمہوریت کے اس قدر مطابق ہوں۔

کیا وہ حضرت عمر نہ تھے جنہوں نے فرمایا تھا خدا کی قسم اگر میں کسی ایسے درجے پر ہوں جہاں ہر شخص نہ پہنچ سکے۔ تو جب تک ہر شخص کے برابر نہ ہو جاؤں۔ اس درجہ کو اپنا درجہ نہ شمار کرونگا۔

کیا اس ارشاد سے حضرت عمر کا مقصد یہ تھا۔ کہ خلیفہ کو اپنی حالت ایسی بنا رکھنی چاہئے کہ اس تک عام سے عام ہر فرد پہنچ سکے۔

حضرت علیؓ تو قناعت و تواضع عدالت و مروّت۔ دلیری و شہامت [illegible] تھے [illegible] نہائت پُر حلم دعوت [illegible] نہائت تھکے الفاظ میں اُمت سے [illegible] شاہد یہ خیال کیا جائے

لاہور میں ایک دینی جلسہ

یہ زمانہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے مقدر کر لیا تھا اظہار دین کا زمانہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر اس عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا مقدر ہو چکا تھا جو لیظہرہ علی الدین کلہ کے پاک اور پرشوکت الفاظ میں تیرہ سو سال پیشتر کی گئی تھی۔ اس زمانہ میں اشاعت اور تبلیغ کے سامانوں کی کثرت خود اس امر کی دلیل ہے کہ یہی وہ وقت ہے کہ جسکے لئے یہ وعدہ ہوا تھا اسوقت اس پیشگوئی کی تفصیل اور تصریح کرنیکی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ مجھے یہاں لاہور کے ایک جلسہ کے جو محض دینی جلسہ تھا کچھ مختصر حالات دینے ہیں اس سے پیشتر کہ میں ناظرین کو لاہور کے اس جلسہ میں لیجاؤں میں یہ بھی تحدیث بالنعمت کے طور پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اشاعت اسلام اور خدمت دین کا سچا اور حقیقی جوش جیسا کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود نے پھونک دیا تھا وہی جوش انکی جماعت میں کام کر رہا ہے اور آج زمین کی پشت پر اسلام کے نام لیواؤں میں سے کوئی جماعت اور قوم ایسی نہیں جو خالصاً لوجہ اللہ خدمت دین میں مصروف ہو کیونکہ یہ زمانہ کانفرنسوں انجمنوں اور تقریر بازی کا زمانہ ہے مگر ان کانفرنسوں انجمنوں اور انجمن کے جلسوں والوں کی غرض کچھ پوشیدہ نہیں سمجھی جاتی اسلئے ایسے پرفتن زمانہ میں کسی قوم کا محض خدا کے لئے ...... دین کی اشاعت کیلئے ایک پرجوش دل رکھنا اس راستباز انسان کی سچائی اور صداقت کی دلیل ہے جسنے وہ قوم پیدا کی ہے اور اس سے میری مراد احمدی قوم اور اسکا امام ہے۔ یہ جلسہ جو لاہور میں ہوا اس خادم دین جماعت کی کوششوں کا ایک ادنیٰ نتیجہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی یادگار مسلمانوں نے جس رنگ میں قایم کی ہے اسکا نقشہ میں یہاں کھینچنا نہیں چاہتا بجز اسکے کہ چند بدعات اور مذموم رسومات کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا مگر خدا کے برگزیدہ مامور کی جماعت نے چاہا کہ اس میدان کو صاف کرکے ایک نئے چلن کے موقع اس میں بھی اصلاح کی اور وہ یہ کہ بارہ وفات کی تقریب پر لاہور میں ایک جلسہ کیا جاوے جس میں آنحضرت صلعم کی سیرۃ آپکی تعلیم اور اعجازی تاثیر اور برکات کو پبلک میں پیش کیا جاوے یہ جلسہ گزشتہ سال بھی ہو چکا ہے اور اس لحاظ سے یہ گویا دوسرا جلسہ ہے جن لوگوں کو حضرت مسیح موعود کی خدمات اسلام کا علم نہیں یعنے وہ بدنصیبی اور ضد سے انکا علم پیدا نہیں کرنا چاہتے وہ سوچیں کہ اس تقریر بازی اور انجمن سازی کے زمانہ میں جبکہ سب کے سب دنیا کی ہوس کے پیچھے جا رہے ہیں حضرت مسیح موعود کے خادم کیا کر رہے ہیں وہ دنیا کو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھانا چاہتے ہیں جسکی پرنور تجلی کو انہوں نے دیکھا ہے انکے اغراض و مقاصد کا دایرہ جس امر کے گرد کھینچا گیا ہے وہ اسلام اور صرف اسلام ہے بہرحال یہ جلسہ ۴ و ۵ اپریل سنہ ۱۹۰۹ء کی شام کو دو دن لاہور میں ہوا اس جلسہ کیلئے کئی ہزار اشتہار اور پوسٹر شہر میں چسپاں کئے گئے اور تقسیم کئے گئے ہندو مسلمان معززین کو بذریعہ چھپے ہوئے کارڈوں کے اطلاع کی گئی یہ جلسہ لاہور کی انجمن احمدیہ کی سرپرستی میں ہوا اسلئے لاہور کی انجمن اس نیک تحریک کے لئے ہمیشہ مستحق ثواب رہیگی۔

مخالفین کی مخالفت خدا کی قدرت عجیب ہے کہ ہمارے مخالفین ہر ایک معاملہ میں خواہ وہ کیسا ہی مفید اور بابرکت کیوں نہ ہو مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس سے اتنا فائدہ ہمیشہ ضرور ہوا ہے کہ انکی مخالفت نے ہماری عظمت کو اور بھی بڑھا دیا ہے اس مبارک جلسہ کی تقریب پر جماعت اہلحدیث کی تحریک سے لاہور کی مسجد چینیاں والی میں ۴۔ اپریل کی صبح کو ایک جلسہ کا اعلان کیا گیا جو میلاد معظم کا جلسہ بتایا گیا اس جلسہ میں جو ایجنڈا اسکے کو وہ راز کی باتیں بیان کرکے لوگوں کا وقت ضائع کیا بہرحال مجھے انکی اس حالت کو دیکھکر افسوس ہوا کہ وہ ایک مشترکہ اور مفید کام میں بھی شریک نہیں ہو سکتے بہرحال انہوں نے اس جلسہ کی غرض اور فایدہ یہی سمجھی تھی کہ لوگوں کو اس ہونے والے جلسہ سے روکا جاوے مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے ہیں نہ ہونگے۔

ہمارے بیرونی دوست اس جلسہ کے لئے اگرچہ اخبارات میں کوئی اعلان نہیں ہوا۔ اور نہ عام طور پر بذریعہ خطوط اطلاع دی گئی تاہم گوجرانوالہ سیالکوٹ۔ گجرات امرتسر اور ضلع امرتسر اور فیروزپور سے بعض بعض احباب شریک جلسہ ہوگئے تھے جنمیں جناب [illegible] الجزائر ۔

جلسہ گاہ جلسہ کیلئے احمدیہ بلڈنگ کا احاطہ تجویز کیا گیا تھا جس کو شامیانوں سے مسقف کرکے ایک عمدہ اور خوبصورت فراخ پنڈال بنا لیا گیا تھا جس میں چوکیوں اور دریوں کا فرش کیا گیا تھا اور مستورات کے لئے پردہ کا عمدہ انتظام تھا اشتہارات میں جلسہ کا افتتاحی وقت شام کو چار لکھا گیا تھا۔ مگر عجلت اور سہل انگاری سے جو چھپے ہوئے شایع ہوئے کارڈوں میں صبح کو چار لکھا گیا جسکی وجہ سے پونے چار بجے تک بہت ہی کم لوگ آئے تھے مگر چار بجے کے بعد لوگوں کی آمد شروع ہوگئی اور تمام سیٹیں پر ہوگئیں۔

پریسیڈنٹ اور اسکی افتتاحی تقریر اس جلسہ کا میر مجلس مولوی محمد علی صاحب کو تجویز کیا گیا تھا جنہوں نے کھڑے ہوکر بلند حوصلہ تقریر کی میں بڑی خوشی سے اس پاک جلسہ کا افتتاح کرتا ہوں جس میں خصوصیت سے آنحضرت صلعم کی پاک سیرۃ کے متعلق اہل علم و فضل اصحاب لوگوں کو کچھ مضامین سناتے ہیں درحقیقت ایک ایسے شخص کی سیرۃ کا بیان جسنے تیرہ سو سال کہ کئی کروڑ انسانوں کو عملی نمونہ دیکر کے اسکی نظیر ملنی مشکل ہے ہم کو یہ سبق ہے کہ اس قسم کا سبق اور جگہ سے نہیں ملسکتا اور یہ نہ صرف اہل اسلام کیلئے مفید ہے بلکہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں اہل اسلام کیلئے خصوصاً اس قسم کا مبارک جلسہ کہ آپکی سیرۃ پر مضمون سنایا جاوے دلچسپی کا باعث ہونا چاہئے۔ اگرچہ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑی سی تعداد احباب کی موجود ہے مگر اسکی وجہ یہ غلطی ہے جو کارڈوں کے شایع کرنے میں ہوئی جسمیں ساڑھے چار بجے وقت دکھایا گیا ہے اسوقت خصوصیت سے آنحضرت کی پاک سیرۃ کے سننے کی ضرورت ہے کیونکہ بہت سا حصہ دنیا کی طرف جھک گیا ہے اور بہت ہی کم دین کیلئے تمنا ہے کہ ایسی تحریک کریں جسکے ذریعہ دنیا اور ایک ملک اور قوم کو اور اسکے ذریعہ دوسری قوموں کو اخلاقی تعلیم کے سرچشمہ پر پہنچایا تھا۔ جسکی نظیر اور جگہ نہیں ملتی جہاں پولیٹیکل اور سوشل جلسے ہوتے ہیں وہاں بھی جلسہ منعقد ہوتے ہیں ہمارا پولیٹیکل یا سوشل تعلقات پر قائم نہیں بلکہ ان تعلقات پر ہے جو آنحضرت کی پیروی کی بدولت حاصل ہوتے ہیں اسوقت سخت ضرورت ہے کہ یہ اخوت ترقی کرے اور فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کا مصداق ہو جس طرح پہلے ایک قوم تھی تاکہ پھر وہی فضل نازل ہوں جو پہلے ہوئے مگر آپ دیکھتے ہیں کہ یہ ان تعلقات پر مبنی ہے جنکا میں نے ذکر کیا ہے کہ انکو مضبوط کیا جاوے اور اس پاک سیرۃ کے نمونہ کو دیکھیں اور آپکے نقش قدم پر چلیں جس سے آپس میں کسقدر قریب ہو جاوینگے اور اخوت بڑھتی جاویگی اسوقت بڑی ضرورت ہے کیونکہ دو گروہوں کے درمیان بڑا بعد ہو رہا ہے ایک وہ جنہوں نے نئی تعلیم سے قدم نہیں اٹھایا۔ دوسرے وہ جو تعلیم یافتہ ہیں لوگوں کا خیال ہے کہ تعلیم یافتہ گروہ اسلام سے دور جا رہا ہے مگر جہاں تک میں دیکھتا ہوں یہ صحیح نہیں جیسے ایک گروہ میں ایک قسم کی کمزوری ہے دوسرے میں دوسری قسم کی۔ کچھ دن ہوئے کسی اخبار میں یہ لکھا دیکھا تھا کہ یہ لوگ مسلمانوں کے کلمہ کیونکر ہو سکتے ہیں جبکہ نماز نہیں پڑھتے تو میں اسپر کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اس اعتراض میں کہاں تک صداقت ہے مگر میں یہ کہونگا کہ اگر وہ نماز نہیں پڑھتے تو اسلئے نہیں کہ انہیں آنحضرت صلعم سے محبت نہیں نہ اسوجہ سے کہ اسلامی شعار کی تحقیر انکے دل میں ہے بلکہ اسکو کسی قدر سستی کہنا چاہئے یا اور انسانی کمزوریاں یا دنیا کے شغلے ہیں جنہوں نے روک رکھا ہے میں امید کرتا ہوں کہ یہ باتیں دور ہو جاوینگی اور میں یقین کرتا ہوں کہ جیسے وہ اعلیٰ تعلیم کا نمونہ ہیں دینداری میں نمونہ ہونگے اور اس پاک تعلیم پر چلنے کی کوشش کرینگے جسکا ذکر وہ آج یہاں سنینگے۔

مولوی صاحب اس افتتاحی تقریر کے بعد بیٹھ گئے پھر مولوی صدرالدین صاحب کا وعظ سورۃ فاتحہ پر ہوا اسکے بعد ڈاکٹر محمد اقبال کا لیکچر انگریزی زبان میں تھا اور خدا کا شکر ہے کہ وہ انگریزی زبان میں تھا ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اردو

مولوی محرم علی صاحب چشتی

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مولوی محرم علی صاحب چشتی کی کامیابی امتحان وکالت پر اظہار مسرت کیا گیا تھا۔ مگر یہ معلوم ہوا ہے کہ جان چیفکورٹ نے مولوی صاحب موصوف کو وکالت کے لئے لائسنس دینے سے انکار کر دیا ہے یہ خبر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت میں جو ایجوکیشن کی حامی ہے سخت رنج اور افسوس سے سنی گئی ہے تعجب کی بات ہے کہ چشتی صاحب جیسے ایک لائق اور قابل قدر کمیل کی خدمات سے پبلک کو محروم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لاہور میں جو قیل و قال مختلف جلسوں میں سننے میں آئی ہے وہ نہایت افسوسناک ہے اگر اسکی کچھ اصلیت ہو بہرحال جبکہ انہیں امتحان میں شامل ہونیکی اجازت دیگئی اور متواتر دو تین سال انہیں امتحان دینا پڑا تو اب کامیاب ہو جانے پر لائسنس کا عطا نہ ہونا تعجب خیز امر ہے چیفکورٹ کے فاضل لارڈ اور ریل جج ان کا یہ فیصلہ پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور مسلمان پبلک کو امید کرنی چاہئے کہ انکا رنج و افسوس خوشی سے بدل جائیگا بہرحال یہ سوال قابل غور ہے کہ یونیورسٹی کا باضابطہ امتحان پاس کر لینے کے بعد کیوں سند عطا نہ ہو سکی ہے کہ مسٹر چشتی اس معاملہ کو جوڈیشل کمشنر سے فیصلہ کرانا چاہتے ہیں میری دعا ہے کہ وہ کامیاب ہوں۔

لالہ دینا ناتھ اور ہندوستان

لالہ دینا ناتھ سابق ایڈیٹر ہندوستان کی گرفتاری اور سزا یابی پر متعدد مرتبہ الحکم میں انکے لئے رحم کی التجا کی تھی اور میرا خیال ہے کہ لالہ دینا ناتھ بذات خود ایک نیک اور قابل آدمی ہے انکی رہائی کے بعد امید کیجاتی تھی کہ وہ اخبار ہندوستان کا چارج لینگے مگر پرکاش کی گذشتہ اشاعت سے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ رہ گیا ہے پرکاش کے نوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ لالہ دینا ناتھ کا فیصلہ لالہ لاجپت رائے کی شخصیت اور ہندوستان کی پولیسی کے سوال کیوجہ سے نہیں ہو سکا میں نے پرکاش کے نوٹ کو نہایت غور سے پڑھا ہے مجھے اس سے اس امر کی بدبو آتی ہے کہ وہ ہندوستان اخبار اور پنڈت رام بھجت کیساتھ مخالفانہ چالیں چلتے ہوئے بڑے ہو ورنہ اس نوٹ میں تعریض کے ایک رنگ کو دکہانیکی کوشش نہ کیجاتی؛

پنڈت رام بھجت صاحب یا اس وقت میں اڈیٹر پرکاش صاحب کے دشمن ہیں بلکہ مجھے دونوں بزرگوں سے مذہبی معاملات میں خصوصاً اور بعض ملکی پہلوؤں کے لحاظ سے بھی سخت اختلاف ہے لیکن با ایں ہمہ حق بات کے کہنے میں کسی کی پرواہ نہیں کی اور نہ بحیثیت ایک اخبار نویس کے مجھے سزاوار ہے انجمن حمایت اسلام کے جھگڑے میں میں نے لاہور کی تعلیم یافتہ پارٹی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھولے بھالے ممبروں .... کی طرفداری کی تھی اور اب ہندوستان اور پرکاش کی نوک جھونک میں باوجودیکہ لالہ دینا ناتھ صاحب سے مجھے ہمیشہ ہمدردی تھی میں حق کے کہنے پر مجبور ہوں پنڈت رام بھجت کی بیوی نے جب ہندوستان کو خریدا تھا۔ وہ وقت سخت نازک اور خطرناک تھا۔ لالہ دینا ناتھ صاحب کیساتھ زبانی ہمدردی کرنیوالے پرکاش اور اسکے دوستوں کی غیرت نے اسوقت تقاضا نہ کیا کہ وہ ہندوستان کو خرید لیں مگر اب وہ اسی خرید و فروخت کو ایسے بُرے رنگ میں ظاہر کرنا چاہتے ہیں جس سے ہندوستان کو صدمہ پہنچایا جاوے پرکاش کا یہ رویہ سخت نفرت کے قابل ہے میں لالہ دینا ناتھ صاحب کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس قسم کی تحریروں کے انسداد کے لئے خود قلم اٹھائیں اور اسکے لئے آسان اور قریب العمل ایک ہی راہ ہے کہ وہ شرائط کو پبلک کریں جو انہوں نے پنڈت رام بھجت صاحب کی نسبت ہندوستان کی ایڈیٹری کے لئے پیش کی ہیں تاکہ پرکاش کے مضمون پر کافی روشنی پڑے؛

اس سے پہلے کہ وہ شرائط پبلک کے سامنے آئیں میں نہایت صفائی سے کہنا چاہتا ہوں کہ آیا کسی پولیٹیکل اخبار کا ایڈیٹر ہونا آسان نہیں بلکہ استروں کی مالا ہے ایڈیٹری اور ایڈیشن اور سلیم الطبع انسان کا کام ہے اور صرف ایڈیٹر یا نامہ نگار کی کسی تحریر کا اثر انکی ذات تک ہی محدود نہیں ہوتا بلکہ مالک کو بھی اسکا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے پس ایسی حالت میں اخبار کی پولیسی مالک کی ہی اپنے ہاتھ اگر نہ ہو تو پھر کیا پرکاش کے ایڈیٹر کی بات کے ہاتھ ہو اس معاملہ پر کچھ لکھنا کہ کیونکر عجب یہ شرائط پبلک میں آجاویں سو جو حالت ہے میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جو کچھ پرکاش میں کہا گیا ہے اگر وہ صحیح ہے اور محض اسی بنا پر دینا ناتھ نے ایڈیٹری سے انکار کیا ہے تو کم از کم میں اسکو ناپسند کرتا ہوں؛

ہز مجسٹی امیر کے خلاف سازش

امیر عبدالرحمن خان کی بیوہ بی بی حلیمہ نے اپنو لڑکے سردار عمر جان کو تخت افغانستان پر بٹھانیکے جو سازش کی تھی اس کے تفصیلی حالات نامہ نگار پاینیر نے شایع کئے ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اس سازش کی بانیہ قطعی طور بی بی حلیمہ تھیں جب ہز مجسٹی امیر جلال آباد روانہ ہوئے تو عمر جان کو علالت کے جھوٹے بہانے سے کابل میں ٹھہرا لیا گیا تھا۔ بی بی موصوفہ خیر علی کے طبقہ کے لوگوں کو جو چند سال ہوئے ہز مجسٹی کے طلب کرنے پر جلا وطنی سے افغانستان واپس آئے ہیں توڑنے میں کامیابی ہوئی دیگر اشخاص بھی سازش میں ملوث تھے ان سب نے اخفاء راز کے متعلق قرآن کی قسم کھائی تھی مگر آخرش یہ راز افشا ہو گیا۔ اور بہت سے لوگ گرفتار ہوئے جو کیفر کردار کو پہنچ رہے ہیں۔

سازشیوں کے منصوبے

سازشیوں کا ارادہ یہ تھا کہ ہز مجسٹی امیر و ولیعہد دولت خداداد اور ہز مجسٹی کے بھائی سردار نصر اللہ خان کا زہر ہلاہل سے کام تمام کر دیا جائے جب یہ منصوبہ پورا نہ ہوا تو یہ ارادہ کیا گیا کہ ۳ مارچ کو حملہ کر کے سپہ سالار کو جو سردار عنایت اللہ خان کا نانا ہے مار ڈالا جائے اسکے ساتھ ہی کابل جلال آباد دونوں مقامات میں بغاوت شورش برپا کر دیجائے اگرچہ سردار عمر جان بیس سال کا نوجوان اور ناز پروردہ ہونیکی وجہ سے آرام طلب ہے اور حکومت و فرمانروائی کی قابلیت نہیں رکھتا تاہم انکی والدہ جو اپنے شوہر کے زمانہ میں بڑی ذی رسوخ تھی اور امیر عبدالرحمن خان کے انتقال کے بعد تخت کیلئے موجب نظر ہونیکی وجہ سے گو نہ گمنامی میں بکھر جلنے پر بھی اسکا اثر و اقتدار زائل نہ ہوا تھا اسے سر پر آرا سلطنت دیکھنے کیلئے ایسی خوفناک سازش کی طرح ڈالنے سے باز نہ رہی؛

چاہ کن را چاہ در پیش

سازش مذکور کے ایک رکن نے جو ۱۱ برس کا تھا اور سراجدین نام رکھتا ہے سردار نصر اللہ خان ولیعہد افغانستان کو اسکے پوست کنندہ حالات سے اطلاع دیدی مگر سنذکور ولیعہد کا اتالیق رہ چکا تھا لیکن اس نے ولیعہد کی ہلاکت میں حصہ لینا پسند نہ کیا اور ان تمام آدمیوں کی فہرست جو اس سازش میں شریک تھے سردار عنایت اللہ خان کی خدمت میں پیش کر دی فہرست فی الفور ہز مجسٹی امیر کو جلال آباد بھیجدی گئی کیمپ جلال آباد میں اسوقت بارہ شخص موجود تھے جو گرفتار کئے گئے انمیں بعض نوجوان سردار بھی شامل ہیں ان سب کے نام اس فہرست میں جو ہز مجسٹی کو بھیجی گئی تھی درج تھے اور ... میں سردار نصر اللہ خان نے کابل میں مقامی معززین کو گرفتار کیا جنمیں سے دو یعنی ناظر سپہر خان اور نائب کوتوال کابل ۱۱۔ مارچ کو توپ سے اڑا دیئے گئے فوری کارروائی اور کابل جلال آباد میں عبرت انگیز سزائیں دینے سے سازش شعلہ نکالنے سے پیشتر دب گئی بقول نامہ نگار پاینیر دو پنجابی ڈاکٹر عبد الغنی اور ڈاکٹر موصوف کے بھائی بھی گرفتار کئے گئے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ سازش میں انکا کہانتک تعلق تھا بیان کیا جاتا تھا کہ ہز مجسٹی امیر ۲ یا ۳ کو جلال آباد سے کابل روانہ ہونیوالے تھے کہ

اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سُوجھی

سب سے پہلے میں یہ کہدینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ کہ بندہ نہ تو مرزا غلام احمدؐ صاحب مرحوم کے بیعت کردہ مریدوں سے ہے۔ نہ کسی کو کبھی بُرا خیال کرتا ہوں۔ بلکہ میرا مذہب راستی کو اختیار کرنا اور مکر و فریب سے دور رہنا ہے۔

ناظرین کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ امرتسر میں چند آدمیوں کی ایک کمیٹی ہے جس کو کہ یہ لوگ انجمن نصرت السنہ کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ مگر بظاہر ہم کو صرف ان کے چند ممبروں سے صورت آشنائی ہے۔ ایک تو حضرت پریسیڈنٹ اور دوسرا سکرٹری اور دو چار اور جوشیلی طبیعت کے آدمی جو اپنے آپ کو ممبر کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ ورنہ اس انجمن کا کوئی ہفتہ وار یا سالانہ جلسہ آج تک دیکھنے میں نہیں آیا مگر انجمن برائے نام موجود ہے۔ چونکہ نبی چند ممبروں کو اپنا دل خوش کرنے کے لئے سال دو سال کے بعد ایک ایک اپریل فول کی تلاش لاحق ہو جاتی ہے۔ کچھ عرصہ گذرا ہے کہ تفسیر ثنائی کے مصنف پر تفسیر قرآن کے معنے بدلنے کے باعث کفر کا فتوےٰ تمام اہل اسلام کے علماؤں نے دیا تھا کہ یہ تفسیر ٹھیک نہیں۔ انہیں دنوں میں ایک مولوی صاحب جو مولوی نور محمدؐ صاحب غیر مقلد امرتسری ہیں جو درحقیقت ثنائی پارٹی کے ایک رکن ہیں انہوں نے خواب بنایا کہ میں مکہ معظمہ میں حج کے واسطے گیا ہوا ہوں اور وہاں پر مجھکو مولوی ثناءاللہ امرتسری اور مولوی احمد اللہ امرتسری ملے ہیں۔ جو انہیں دنوں ایک دوسرے کے سخت مخالف سمجھے جاتے۔ اور مکہ معظمہ میں تفسیر ثنائی کا فیصلہ ہونے لگا حتی کہ تفسیر صحیح نکلی۔ چونکہ یہ خواب اُس موقعہ کے لیے موزون تھی۔ سو اُس موقعہ پر یہی خواب کمیٹی سے پاس ہو کر نکلا۔ واہ صاحب واہ۔ کیونکہ یہ کام صرف اس کمیٹی سے ہی ہو سکتا ہے۔ کہ جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے اب بیٹھے بٹھائے اور کوئی شغل تو ہاتھ نہیں لگا اور پھر یہ سوجھا اپریل کا مہینہ ہے۔ پھر ایک خواب ہی بنا کر لکھدیں۔ وہ یہ کہ شیخ یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم مولوی ثناءاللہ سے بیعت کرنے پر آمادہ ہیں۔ اور ساتھ ہی اپنا مالی نقصان بھی مدنظر ہے۔ اور نیز مولوی ثناءاللہ سے تفسیر القرآن کا سبق پڑھنا چاہتا ہے۔ اور حکیم نورالدین سے تسلی نہیں ہوئی کیا کہنے آپ کے خواب اور آپ کے سبق پڑھانے کے۔ ابھی تو جناب مولوی ثناءاللہ حکیم نورالدین صاحب کے علاقہ ہند کے شاگردوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو کجا مولوی نورالدین صاحب کی علمیت۔ کیا کہنے جناب۔

وہاں تو تفسیر کو سچی دکھلانے کے لئے خواب آیا تھا۔ جو کہ ایک حد تک کارگر بھی ہو گیا۔ کہ فتوےٰ دہندوں کو علم میں ملا کر اُن سے ہاں میں ہاں ملوائی گئی۔ مگر یہاں کونسی غرض مدنظر تھی۔ جو ایسا خواب گھڑا گیا۔ میں منشی مولابخش کشتہ امرتسری سے اچھی طرح واقف ہوں۔ وہ بھی دفتر اہلحدیث میں آنے جانے والے معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ سب انکی کمیٹی کے ساختہ اور پاس کردہ خیال کو خواب کے طور پر بیان کیا گیا ہوگا۔ کوئی غرض تو ضرور ہوگی؟ اگر یہ خواب منشی مولابخش کشتہ نے ضرور دیکھی ہے۔ تو میرے خیال میں کشتہ امرتسری کا ہاضمہ بگڑا ہوا ہوگا۔ جس کے لئے وہ اپنے سکرٹری حکیم محمدؐ الدین کا علاج کرا سکتے ہیں اگر وہ تبلانے سے گریز کریں تو میں جناب حکیم مولانا مولوی نورالدین سے کوئی عمدہ نسخہ لکھوا دونگا۔ کیونکہ فارسی کا مقولہ ہے کہ

درختے کہ اکنوں گرفت است پا
بہ نیروے شخصے بر آید زجائے

اگر ہاضمہ میں فتور بدستور رہا تو اندیشہ ہے کہ کہیں یہ بیماری درجہ اکمل تک نہ پہنچ جاوے۔ یا دیگر یہ سبب ہوگا۔ کہ منشی مولابخش کوئی غلیظ اور دیر ہضم غذا کھا کر سو گئے ہوں گے۔ جس کے باعث اُن کو ایسے پریشان خواب دیکھنے کا موقعہ ملا چونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ جس چیز کی جستجو میں آدمی تمام دن صرف کر دے۔ رات کو بھی اُس کے خواب پریشان کرتے رہتے ہیں۔ سو یہی حال میرے مکرم دوست مولابخش کا ہوا ہوگا۔

ناظرین سے عرض ہے کہ اس خواب کو قابل اعتبار نہ خیال فرماویں۔ بلکہ ایک اپریل فول تصور فرما کر ردی کے ڈھیر میں ڈال دیں۔ اور نیز میں اپنے دوست کشتہ صاحب کو ہدایت کرتا ہوں۔ کہ آپ ایسے معاملات سے کچھ سروکار نہ رکھیں۔ اپنے کام سے کام اپنے مطلب سے مطلب کی جانیں۔

ایک واقفکار حالات از امرتسر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمدہ ہے۔ آپ دینی تعلیم اور درس قرآن مجید کے معمولی مشاغل کے علاوہ قوم کی بہتری اور بھلائی کے لئے دعاؤں میں بہت مصروف رہتے ہیں۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔ کہ ہمیں ایسا پاکباز اور بے نفس خلیفہ ملا۔ اس کا سایہ ہمارے سر پر دیر تک رہے۔ آمین!

(۲) حضرت ام المومنین علیہا السلام کچھ دنوں کے لئے اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ دہلی تشریف لے گئی ہیں۔ حضرت صاحبزادگان عالی تبار بھی ساتھ ہیں۔ حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمدؐ صاحب نے ۵۔اپریل کو لاہور پہنچکر جلسہ بارہ وفات میں ایک فصیح و بلیغ تقریر فرمائی۔ اور اسی روز رات کو دس بجے دہلی تشریف لے گئے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ جناب ممدوح ۱۲۔اپریل کو غالباً قصور پہنچکر لیکچر دیں۔ خدا تعالیٰ ان کا حامی ہو۔ آمین!

(۳) مکرمی مولوی محمدؐ علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کلکتہ کی مذہبی کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔ آمین!

(۴) ایڈیٹر الحکم بھی یہ ہفتہ باہر رہا۔ اور ۸۔اپریل کو پھر سے باہر جانا پڑا۔

کوہِ شملہ پر ایک لیکچر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہندوؤں اور بدھوں۔ یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں میں بالاتفاق یہ مسلمہ مانا ہوا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں جبکہ دُنیا گناہوں سے بھر جاویگی۔ ایک شخص قدسی صفات خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوگا۔ جو زمین کو گناہوں سے پاک کر کے اہل زمین کے دلوں کو آسمانی نور سے پُر نور اور منور کریگا۔

ہندو اس امر کے منتظر ہیں۔ کہ کل جگ میں جب یہ سرشٹی پاپ سے پُر ہو جاویگی۔ ایک کلنگ اوتار جسے کلگی اوتار بھی کہتے ہیں۔ برہمن کے گھر میں جنم لیگا۔ اور آریہ ورت کو ان تمام خرابیوں سے صاف کریگا جو اس وقت موجود ہوں گی اور بعض اس مسئلہ کو اس طور پر لیتے ہیں کہ کرشن مہاراج پھر دوبارہ دنیا میں تشریف لاویں گے اور دو صفات متضاد اُن کو پرمیشر کی طرف سے عطا کی جاویںگی۔ ایک رودر اور دوسری گوپال۔ رودر یعنی سوروں کو ہلاک کرنے والا۔ اور گوپال بمعنے گو پال یعنی گاؤں کو پالنے والا۔

بُدھ مذہب والے اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ ستم مور پر جب ایک ہزار برس گذر جاتے ہیں۔ تو ایک بُدھ دنیا میں جنم لیتا ہے جس کے نور سے یہ دُنیا از سرِنو زندہ ہوتی ہے۔ اور بدیاں دور ہو جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے دلوں میں حُب جاہ و دنیا کم ہو کر پرمیشر کی محبت راسخ ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بنی نوع انسان حسب استعداد اس کمال تک پہونچ جاتے ہیں جس کے لئے وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ یعنی ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنی ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

یہودیوں کا یہ مذہب ہے۔ کہ ایک شخص مطہر آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوگا۔ جو بنی اسرائیل کی گذشتہ حکومت و سلطنت اور ثروت و حشمت کو پھر از سرِنو دُنیا میں قائم کریگا۔

اور وہ مقدس ہیکل جو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی زر کثیر سے خدا کی یاد اور عبادت کیلئے بنایا تھا۔ اور جس نے پہلے بنوخذنذر حاکم بابل اور دوسرے شاہ مصر نے بالکل نیست و نابود کر دیا تھا۔ لوگوں سے چھین کر بنی اسرائیلوں کے قبضہ میں دیدیگا۔ اور پھر تمام بنی اسرائیل اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کو از سرِنو پالیں گے۔ اور ملک شام میں دوبارہ سکونت پذیر ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ تمام دُنیا کے کونوں سے اُن کو پھر از سرِنو جمع کر دیگا۔ اور وہ ملک موعود جو اُن کے باپ ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو دینے کا وعدہ تھا اُن کو دیا جاوے گا۔ اور اسی طرح سے وہ مانتے ہیں۔ کہ ایلیاس نبی دوبارہ دُنیا میں تشریف لاویں گے۔ اور ان کے بعد مسیح آسمان سے اُتریگا۔ اور وہ اُن پر حکومت کرے گا اور اُس کی حکومت دُنیا کے آخیر دنوں تک رہیگی۔ اور کبھی زوال پذیر نہ ہوگی۔ اور یہودی پھر کبھی وہ تکلیف نہ دیکھیں گے جو اُن کو غیر قوموں کے ہاتھوں سے اس وقت بھگتنی پڑتی ہیں۔

عیسائی یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دُنیا کے آخری دنوں میں پھر دوبارہ دُنیا میں تشریف لاویں گے۔ اور تمام روئے زمین پر دین عیسوی کا زور شور ہوگا۔ اور جو اُن کے ماننے والے ہوں گے اُن کو بہشت کا ہمیشہ کے لئے سرٹیفکٹ لکھدیں گے اور باقیوں کو جہنمی سزا کا حکم دیں گے۔ عیسائی لوگ یہ بھی یقین کرتے ہیں۔ کہ جب مسیح کو آسمان پر جانے سے دو ہزار برس گذر جاویں گے۔ تو پھر حضرت مسیح دوبارہ تشریف لاویں گے۔ چنانچہ وہ تورات اور انجیل اور دیگر اخبار اور آثار سے ساتھ کے قریب نشانات قائم کرتے ہیں۔ جن کی بنا پر وہ دوبارہ مسیح کے آنے کا اعتقاد جمائے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ آخری زمانہ میں ایک مجدد زمان پیدا ہوگا۔ جس کے جد وجہد اور سعی بلیغ سے تمام روئے روئے زمین پر دین اسلام پھیل جاوے گا اور مسلمانوں میں جو کمزوریاں اور سستیاں موجود ہوں گی وہ سب دور ہو جاویں گی۔ اور از سرِنو وہ سرسبزی اور شادابی اسلام کو نصیب ہوگی۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ بابرکت میں نصیب ہوئی تھیں۔ اور تمام روئے زمین پر ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک بڑی زبردست سلطنت زیر سایہ اسلام قائم کی جاویگی۔ کفار کا نام و نشان نہ رہیگا۔ اس مجدد کا نام امام مہدی ہوگا۔

اسی زمانہ میں مسیح جو بالفعل یہودیوں کے خوف سے بھاگ کر آسمان پر پناہ گزین ہوئے ہیں۔ دوبارہ دُنیا پر تشریف لاوینگے اور وہ امام مہدی کے ساتھ مل کر تلوار سے دُنیا کو صاف کریں گے۔

اور جب حضرت مسیح آسمان سے اُتریں گے۔ تو دمشق کے منارہ کے کنگرہ پر آکر بیٹھ جائیں گے۔ اور ایک نردبان رکھی جاویگی جس کے ذریعہ سے وہ منارہ کی چھت سے زمین پر آویں گے۔ اور جب ان پر سوال کیا جاویگا۔ کہ حضرت آپ آسمان سے تو اُترآئے لیکن زمین پر آپ بغیر نردبان کے کیوں نہیں آسکے۔ تو فرماویں گے کہ وہ عالم ملکوت ہے۔ اور یہ عالم اسباب۔ امام مہدی ان کے مقتدا ہوں گے۔ اور وہ نماز پڑھاویں گے۔ لیکن یہ انہوں نے ابھی تک یقین نہیں کیا۔ کہ آیا وہ ضرور بیت المقدس پر ہی نزول فرماویں گے یا خاص بیت اللہ میں یا مدینہ منورہ میں یا بیت المقدس میں۔ اسی طرح سے ان کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ مال دنیوی اس کثرت سے مسلمانوں کے قبضہ میں ہوگا۔ کہ وہ مال کے لیتے لیتے تھک جاویں گے اسی طرح سے وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ اسلام کا یہاں تک رعب اور دبدبہ ہوگا۔ کہ کفار جہاں کہیں ہوں گے۔ پکڑے جاویں گے اور قتل کئے جاویں گے۔ اور زمین پکار پکار کر کہے گی۔ کہ یہ چھپے پڑے ہیں۔ وہ چھپے پڑے ہیں۔ یہاں تک کہ زمین کفار سے بالکل صاف ہو جاوے گی۔

یہ اعتقاد جو مَیں نے اوپر بیان کئے ہیں۔ ہندوؤں اور بدھوں اور یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک نہ ایک رنگ میں پایا جاتا ہے۔ جس کا مطلب اور نتیجہ یہ ہے۔ کہ تمام دُنیا کے اہل مذہب اس امر کے منتظر ہیں۔ کہ ایک قدسی صفات اور جامع کمالات انسان دنیا کے آخری دنوں میں اصلاح خلق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مبعوث کیا جاویگا۔ جو زمین کو گناہوں سے پاک وصاف کریگا۔ اور آسمانی نور سے دُنیا کو منور کریگا۔

جب حقیقت حال یہ ہے۔ کہ تمام روئے زمین ایک ہادی